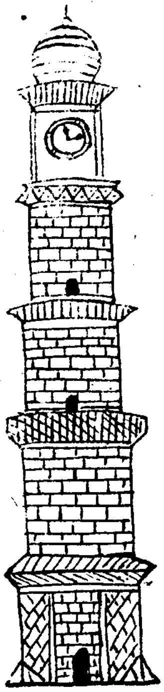
بسم اللہ الرحمن الرحیم - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ) نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا آتش سوزان سے جلایا ہم نے



الحکم

دار الامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۵ | ۲۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۴ - محرم الحرام سنہ ۱۳۲۰ یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

قواعد وضوابط الحکم

بعض احباب الحکم کے متعلق قواعد وضوابط پوچھتے ہیں یا خریداری کی درخواست کر دیتے ہیں لیکن جب مطبع کے قواعد کے موافق قیمت طلب پیکٹ بھیجا جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہیں اسلیے ضروری ہے کہ ان قواعد اور ضوابط کا عام اعلان کر دیا جاوے جنکا مطبع کاربند ہے اور جن کے موافق خریداران کو عمل کرنا چاہیئے +

اول - اخبار عموماً ۲۴ صفحہ پر شایع ہوتا ہے اور مہینے میں چار بار دسمبر کے آخری ہفتہ میں عام تعطیل کیجاتی ہے -

دوم - نمونہ کے لیے ہمیشہ ۲ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے - ورنہ عدم رسی نمونہ پر شکایت کرنا مناسب نہیں ہے -

سوم - ہر جدید خریدار کو قیمت درخواست کے ہمراہ ارسال کرنی لازمی ہے یا پہلا پرچہ قیمت طلب منگوا لے +

چہارم - قیمت کے پیشگی لیے جانے کا دستور ہے - اور مطبع مجاز ہے کہ جب چاہے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ کے قیمت وصول کرے کسی جدید اطلاع کے دینے کی لازماً ضرورت نہیں ہے

پنجم - جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے ورنہ عدم رسی جواب کی شکایت معاف -

ششم - بیرنگ خطوط ہرگز نہ لیے جاوینگے بجز خاص صورتوں کے یعنے فرستندہ نے ٹکٹ لگایا ہوا اور بوجہ وزنی ہونے کے بیرنگ ہو گیا ہو - یا کوئی کارخانہ کا خوش معاملہ قدیم معاون ہو -

ہفتم - قیمت عوام سے ۵ روپیہ سالانہ اور خواص اور معاونین سے ۱۰ روپیہ سالانہ - ہندوستان سے باہر چھ روپیہ سالانہ محصولڈاک اس میں شامل ہے -

ہشتم - ۵ روپیہ قیمت دینے والے ایک خریدار کے نام سے ۱۲ سالانہ قیمت پر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

الحکم جاری کرا سکتے ہین جو پہلے خریدار نہ ہو اور حقیقت مین صہ قیمت دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

اور صہ سالانہ قیمت دینے والے ۱۲؍ شرح سے اخبار جاری کرانے کے علاوہ اس سے کبھی کم قیمت پر ایک اخبار کسی مستحق شوقین کم استطاعت کے نام جاری کرانے کے مجاز ہین +

قیمت ہر حال مین پیشگی وصول ہونی چاہیے جو صاحب مطبع کی مرضی کے موافق عند الطلب قیمت دینے کے لیے تیار نہ ہون وہ براہ کرم ہرگز درخواست نہ بھیجین +

نہم۔ تاریخ اشاعت اخبار سے ایک ہفتہ کے اندر اگر کسی کو اخبار نہ پہونچے تو اطلاع ملنے پر مطبع بلا قیمت دوسرا اخبار بہم پہنچائیگا اور ایک ہفتہ کے بعد اطلاع دیئے جانے پر ۲ آنہ قیمت لیجاوے گی۔

دہم۔ تبدیلی مقام کی اطلاع دینا لازمی ہوگی ورنہ عدم رسی اخبار کی شکایت قابل سماعت نہین۔ اخبار کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت مین چٹ کا نمبر ضرور دینا چاہیئے +

الحکم مین اشتہارات کے قواعد اور نرخ

۱۔ الحکم کی تعداد اشاعت۔ الحکم ساڑھے پانچسو ہفتہ وار طبع ہوتا ہے اور پانچسو بذریعہ ڈاک ہندوستان۔ برما۔ اور پنجاب کے حصص مین جاتا ہے اور برٹش افریقہ مین بھی

۲۔ الحکم مین اشتہارات کا شایع کرنا ایڈیٹر اور پروپرائیٹر کی ذاتی رائے پر منحصر ہے۔

۳۔ کوئی اشتہار کسی قدر اجرت پر بھی الحکم مین شایع نہین ہو سکتا جب تک کہ اسکا مسودہ ایڈیٹر دیکھ کر اندراج کے لیے اسکو منظور نہ کرلے جن فقرات یا الفاظ کو وہ قلمزن کردیگا مشتہر پابند ہوگا کہ انکو اپنے اشتہار سے نکالدے۔ یا ایڈیٹر کی حسب مرضی ترمیم کرے۔ بدون اسکے اشتہار چھپ نہین سکیگا۔

۴۔ مشتہر کو ایڈیٹر کیساتھ تحریری معاہدہ کرنا پڑیگا کہ اگر اسکے اخبار پڑھنے والون مین سے کسی کی شکایت مشتہر کی اشیاء کے متعلق اس قسم کی آئی کہ وہ اشتہار کے موافق نہین ہے تو بلا عذر اسکو ایسے شکایت کرنیوالیکو قیمت واپس دینی ہوگی اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ایڈیٹر کو حق ہوگا کہ اسکا اشتہار فی الفور بند کردے

۵۔ مشتہر کو اخبار بلا قیمت ہرگز نہین ملیگا۔

۶۔ اشتہار ہمیشہ ضمیمہ کے طور پر شایع ہوگا۔

۷۔ اجرت اشتہارات کی ہمیشہ پیشگی لیجاویگی اس عرصہ کیلیئے جسکا معاہدہ کیا جاویگا۔

۸۔ کوئی اشتہار تین مہینے سے کم عرصہ کے لیے نہ لیا جاویگا۔ اور مہینے مین ایک بار سے زیادہ بدلا نہ جاویگا۔

۹۔ اگر اشتہار کسی خاص طرز کا لکھوا کر شایع کرنا مشتہر کا مقصود ہو تو کاپی خود کرا کر بھیجے ورنہ مطبع اپنی طرز کا معمولی اشتہار لکھوائیگا۔

۱۰۔ اجرت ختم ہونے پر بلا اطلاع اشتہار بند کر دیا جاویگا۔

۱۱۔ اگر ایڈیٹر اور مالک کسی مشتہر سے بعض وجوہات پر کوئی خاص رعایت کرے تو دوسرے مشتہر کا حق نہین ہے کہ اس رعایت سے فایدہ اٹھانے کے لیے ایڈیٹر کو مجبور کرے

۱۲۔ جب تک دوسرا نرخنامہ شایع نہ ہو الحکم مین اجرت اشتہارات کی شرح حسب ذیل ہوگی۔

اندازہ جگہ	ایکسال	چھ ماہ	تین ماہ
پورا صفحہ	اللعہ	صعہ	للعہ
نصف صفحہ	صعہ	للعہ	صعہ
ایک کالم	صہ	سہ	عہ

۱۳۔ ایک کالم سے کم کے اشتہار ۳۔ فی سطر کے حساب سے ایک مہینے تک اور اسکے بعد ۲ آنہ فی سطر کے حساب سے۔

۱۴۔ حاشیہ طول کی پوری سطر کیلیئے سالانہ صہ اور حاشیہ عرض کی پوری سطر کے لیے سالانہ عہ لیے جاوینگے +

۱۵۔ اجرت کی کمی بیشی کیلیئے ہرگز ہرگز کوئی خط وکتابت نہ کیجاوے رعایت۔ جو شخص الحکم کے پورے دو صفحہ اشتہار کے لیے لیگا۔ اس سے بجائے ۱۲۰ کے ۱۰۰ روپیہ لیے جاوینگے۔

۱۶۔ اگر کوئی صاحب الحکم مین اشتہار دینے کے خواہشمند ہون تو انکا پہلا فرض ہے کہ وہ الحکم کی شرائط اشتہار کو غور سے پڑھ لین اور پھر اشتہار دینے کا ارادہ کرین۔

۱۷۔ ہر قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیئے +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور اعلائے کلمۃ الحق مین شب وروز مصروف ہین۔

یہ ہفتہ خدا تعالےٰ کے خاص برکات کا ہفتہ ہے کئی مبشر الہام ہوئے جو رسالہ دافع البلاء مین شائع ہوئے ہین +

یہ رسالہ طاعون کے متعلق ایک اشتہار ہے جو شایع ہوگیا ہے اور الحکم کی کسی آئندہ اشاعت مین بطور ضمیمہ ناظرین کو ملیگا۔

۲۔ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ خدا کے فضل سے خوش وخرم ہین اور خدمت دین مین ازبس مصروف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا بہت بڑا بوجھ مولوی صاحب نے محض خدا کے لیے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ حضرت حکیم الامت بھی اللہ تعالےٰ کا احسان ہے اپنے فیض سے جسمانی اور روحانی مریضونکو بہرہ ور فرما رہے ہین۔ قرآن کریم کا درس حسب معمول ہر روز ہوتا ہے اور بیمارونکے علاج کے علاوہ مختلف سبق بھی پڑھاتے ہین اور تفسیر بھی لکھ رہے ہین۔

۴۔ اس ہفتہ دارالامان مین جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم اور انکے اثر سے متاثر ہو کر جناب چودھری محمد سلطان صاحب سابق میر منشی دولت خداداد

درج ہین + ۲۔ اشتہار طاعون کے متعلق چھپکر شایع ہوگیا ہے رسالہ بعد مین شایع ہوگا +

ایک ضروری خط جو بحکم حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محبی چراغ الدین صاحب بعد السلام علیکم آنکہ آپکا اشتہار نمبر سوم علاج طاعون حضرت امام الزمان علیہ السلام من اللہ الرحمٰن جری اللہ فی حلل الانبیاء مہدی معہود و مسیح موعود کی خدمت مبارک میں سنایا گیا۔ حضرۃ اقدس نے چند مضامین مندرجہ اور نیز آپکی دعاوی مندرجہ بلا ثبوت کو بہت ناپسند فرمایا قطع نظر بے ثبوتی کے آپ نے آداب الرسول کا بھی بالکل پاس لحاظ نکیا حالانکہ آپ پر فرض اور واجب تہا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپنے ہمارے ان احباب قدیم اور مخلصین مہاجرین کے تمام حقوق تلف کئے جو قدیم سے فدا ئے اور جان نثار ہیں اور جنکی نسبت براہین وغیرہ میں الہام موجود ہیں جیسا کہ صلی اللّٰہ علیك وعلی احبابك ایضاً محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔ ایضاً۔ اصحاب الصفہ وما ادراك ما اصحاب الصفہ وغیرہ ان تمام مخلصین ناصرین قدیم کے اخلاص و نصرت کو آپنے بالکل پامال کردیا ہے حالانکہ قرآن مجید مین جا بجا اللہ تعالےٰ سابقون اولون کو ہی فضیلت دیتا ہے۔ لہذا آپکو ان تمام گستاخیون اور بے ادبیون سے ایک توبہ نامہ شائع کرنا ضرور ہے اور حضرۃ اقدس کو آپکی نسبت اسی اثنائے مین یہ الہام ذیل بھی ہوئے اوّل نَزَلَ بِہٖ جَبِیْزٌ اور دوسرا الہام اُذِیبَ مَنْ یُرِیبُ یہ الہام بڑے منذر ہین لہذا ضرور بالضرور آپ ایک توبہ نامہ بھیجدیوین

ایسا نہو کہ آپکے تمام اعمال حبط ہوجاوین دیکھو اللہ تعالیٰ آداب الرسول کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہٖ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بعض اغلاط مندرجہ سے آپکو متنبہ کیا جاتا ہے اوّل۔ جو مضمون آپنے حاشیہ صفحہ ۲۴ مین لکھا ہے کہ ہندوؤن اور مسلمانون کے درمیان صلح اور موافقت پیدا کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مین واسطہ اور درمیانی مامور کیا گیا ہون آخر تک یہ کل مضمون غلط ہے حق اور باطل مین کیسی صلح نور اور ظلمت مین کیسا اتفاق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماذا بعد الحق الا الضلال یہ مضمون آپکا مشعر ہے اس امر کو کہ عیسائی بھی [illegible] صادق ہون حالانکہ [illegible] اسلام قبول کرنیکے ہماری ان کی کوئی صلح نہیں ہوسکتی ولن ترضی عنك الیھود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتھم ہمارا فرض مذہب [illegible] ہے [illegible] اور اسلام مین صلح کیونکر ہوسکتی ہے [illegible] انبیاء و مرسلین کی رسالت و نبوات کو آپنے ایک حالت مین محض دعوی قرار دیا ہے حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کو بھی محض دعویٰ ہی تحریر کیا یہ محض غلط بلکہ کفر ہے آنحضرت صلعم کی حقیقت رسالت پر ہزارون شواہد و براہین ہر آن اور ہر وقت مین موجود ہے مکذبین کے پاس کوئی دلیل و برہان نہیں ہے اسی لئے قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین انکو فرمایا گیا اس احمد کے غلام کے سلئے تو صدہا نشان اور خوارق ابتدائی بعثت سے ہر وقت مین موجود ہین چہ جائیکہ وہ خاتم النبیین صلعم۔

(۳) صفحہ ۱۲ مین آپنے نشان نمائی کا دعوے بڑے زور سے کیا ہے حالانکہ ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہین فلم تقولون ما لا تفعلون ایسے دعاوی بیجا سے تائب ہونا چاہئے (۴) صفحہ ۱۴ مین نقد انبیاء

بنی اسرائیل کو اپنے رسول اور نبی ہونیکے لئے دلیل گردانا ہے اس دلیل سے کسی کی رسالت اور نبوت کیا ثابت ہوسکتی ہے کلا وحاشا۔ اور پہر روبرو حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ایسی دعاوی کسقدر موجب گستاخی اور بے ادبی کے ہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ اپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ رسول اولوالعزم بھی ہین حضرت اقدس کے جان نثار بیس بائیس سال سے بڑی بڑی تائیدین اور نصرتین کر رہے ہین اور مواقع صعبہ اور ساعت عسرہ مین انکا اخلاص اور صدق ظاہر ہوچکا ہے اور آپنے چند ایام سے بیعت کی ہے اور آپکو صحبت اقدس سے بھی کچہ فیضیابی حاصل نہیں ہوئی پہر یہ تقدم اور سبقت آپ کو ابھی سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے بقول شخصے کے آمدی و کے پیر شدی۔ یہ جملہ خیالات آپ کے حدیث۔ النفس والقاء ات شیطانی ہین ان سے توبہ کرنی چاہیے حضرت یوسف جو خاندانی نبی ہین باپ انکے رسول دادا انکے رسول کریم ابن الکریم ابن الکریم وہ فرماتے ہین وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء اور آپنے تو ابتک کوئی کام اولوالعزمی کا کسی قسم کی اولوالعزمی کا ہو کیا بھی نہین جو آپ مرید اولوالعزم ہی کہا جاوے (۵) صفحہ ۲۲ مین آپنے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ دونون رجل جنمین سے آپ ایک اپنے تئین خیال کر رہے ہین افراط و تفریط سے خالی نہیں ہین اور یہ آپکا قول ہے کہ صراط مستقیم سے وہ دونو باہر ہین اگر ایسا کچہ ہے تو صراط مستقیم سے تجاوز کرنیوالے ہمارے ناصر کیونکر ہوسکتے ہین حدیث مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک خط مستقیم کھینچکر اس کے دونون طرف دیگر خطوط آڑے ٹیڑہے کھینچے اور فرمایا یہ خط مستقیم میرا صراط مستقیم ہے اور باقی خطوط شیطانی راستے ہین پس جو کوئی شخص افراط و تفریط کی راہ مین پڑیگا وہ ہمارا ناصر نائب کیونکر ہوسکتا ہے (۶) صفحہ ۱ مین آپ لکھتے ہین کہ کل برکات جو ماموروں اللہ کے لئے ہوتے ہین مجہکو حاصل ہین۔ آپسے کونسے برکات کا ظہور ہوا ہے خود آپ کی

بستی جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں طاعون سے ہلاک ہو گئی غرضیکہ ایسے دعاوی بے ثبوت سے جماعت کو سوائے ابتلاء کے اور کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے (۷) آپنے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے ایسے مخفی راز ہیں جو اب تک دنیا سے مخفی ہیں میرے ہاتھ پر ظاہر ہونگے لیکن قبل از ظہور یہ تمام دعاوی محض شطحیات اور لغویات سے ہیں ہماری مجلس میں جو علماء فحول اور مفسرین کلام اللہ وکلام الرسول حاضر رہتے ہیں ان کے نزدیک ایسے دعاوی بے ثبوت کیونکر حیز قبول میں جگہ پکڑ سکتے ہیں (۸) دو جگہ پر آپنے اشعار اردو و فارسی میں لکھے ہیں وہ سبکے سب خلاف محاورہ ساقط الاوزان ہیں جن میں زحافات اور دیگر نقائص علم عروض و قوافی موجود ہیں اور مضمون بھی ان کا محض خلاف نفس الامر ہے پھر اس مجلس علماء فحول میں کیونکر پسند ہو سکتے ہیں (۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپنے ایک طویل مضمون میں احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کو اس کے ساتھ مختص کیا ہے یہ بھی بالکل غلط اور کفر ہے حضرت عیسیٰ میں وہ کونسا احیاء جسمانی تھا جو ہمارے حضرت صلعم میں نہ تھا (۱۰) قرآن و انجیل مرسیہ کی موافقت کا وہ کونسا راز ہے جو آپ پر منکشف کیا گیا ہے یہ دعویٰ بھی محض بے ثبوت ہے غرضکہ مختصر طور پر آپکو آپکی چند اغلاط سے مطلع کیا گیا۔ اور آپکی خدمت میں پھر مکرر عرض ہے کہ آپکا یا کسی کا یہ دعویٰ ماموریت یا رسالت کا بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک خود حضرۃ امام الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء آپ کو امر فرما کر مامور بہ نیابت مقرر نفرما دیں کیونکہ درصورت موجود ہونے منیب کے کوئی شخص بغیر منیب کے قائم کئے ہوئے خود بخود مامور من اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ چراغ پیش آفتاب قدرے ندارد۔ اسپر علاوہ یہ کہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکو مستقل مامور من اللہ ہیں کہ تمام برکات جو مامور من اللہ میں ہوا کرتے ہیں وہ بہ تمام وکمال آپ میں موجود ہیں۔ بھلا اور برکات تو رہنے دیجئے یہاں پر صرف ایک ہی برکت کا ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرۃ اقدس علیہ السلام نے اس زمانہ میں جو قلم کی لڑائی کا زمانہ ہے متعدد کتابیں زبان عربی فصیح و بلیغ میں متضمن حقائق و معارف قرآنی نظم و نثر میں محرر فرما کر اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید فرما دی ہے کیونکہ اس قرن میں صرف قلم کی لڑائی ہے اس برکت اعجازی کی سخت ضرورت تھی کہ اس اعجاز محمدی کی بھی تجدید کی جاوے۔ اسلئے آپ کوئی ایک ہی کتاب یا رسالہ ہی سہی متحدیانہ عربی فصیح و بلیغ میں معہ معارف و حقائق قرآنی کے نظم و نثر میں تحریر فرما دیجئے تاکہ ثابت ہو کہ حقائق اور معارف قرآنی جو زبان عربی میں ہیں آپکو کسقدر حاصل ہیں مگر جب کہ آپ زبان عربی سے محض ناآشنا ہیں اور نہ بطور وہبی کے آپکو زبان عربی کی تعلیم ہوئی ہے تو پھر آپ حقائق و معارف قرآنی کیونکر جان سکتے ہیں پھر آپکا یہ دعویٰ ماموریت و رسالت جو بغیر صدور امر عالی حضرت اقدس کے آپنے مستقل طور پر کیا ہے کیسا سرتاپا غلط ہی ہے

تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی۔

اور نہیں تو آپ اپنے انہیں رسائل کو عربی فصیح و بلیغ میں قدرے نثر و قدرے نظم تحریر کیجئے تاکہ صرف آپکی قرآن دانی جو ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے ثابت ہو ورنہ ایسے دعاوی بے ہودہ سے توبہ کیجئے اور جو رسائل آپنے تحریر فرمائے ہیں وہ تو ہر ایک ادنیٰ خادم خدام حضرۃ اقدس میں سے تحریر کر سکتا ہے۔ چہ جائی اون خدام کے جو علماء فحول جامع علوم کتاب اللہ وسنت رسول حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے زیر اقدام پڑے ہوئے ہیں مگر افسوس کہ زبان اردو و فارسی کے اشعار جو آپنے نمبر سوم میں لکھے ہیں وہ بھی ایسے بے محاورہ وساقط الاوزان ہیں جنسے اطفال مکتب بھی مضحکہ اڑاتے ہیں اگرچہ بحکم الحق مر کے یہ نصیحت جو بحکم حضرۃ اقدس کے آپکو لکھی گئی ہے آپکو تلخ معلوم ہوگی مگر محض نصحا للہ ولرسولہ وللمومنین خالصاً للہ آپکو لکھی گئی۔ واضح ہو کہ آپکے اشتہاروں سے کسیطرح کی نصرت اس سلسلہ الٰہیہ کے لئے نہیں ہو سکتی بلکہ ضرر اسکا نفع سے زیادہ متصور ہے آپ امتحان کر لیجئے کہ اس اپنی نصرت خیالی سے آپ معطل ہو جاویں اور پھر دیکھیں کہ ترقی اس سلسلہ الٰہیہ کی کیسے بیّن طور پر ہوتی ہے اور پھر کسی اپنی نصرت کا بھی تو آپنے اظہار کیا ہوتا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے تئیں ناصر خیال کر رہے ہیں۔ کیا یہی نصرت ہوتی ہے کہ حضرۃ خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو جنکی شان ہی **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وکان فضل اللہ علیک عظیما** انکو حضرۃ عیسیٰ کی نسبت جنکی شان فقط **رسولا الی بنی اسرائیل** ہے اعجاز احیاء جسمانی سے مستثنیٰ کر دیا۔ مذہب صلیبی اور اسلام میں صلح کرانیکو مستعد ہوئے۔ مشرق النور اور مغرب النور کو ایک کرنا چاہا **الاسلام نور و الکفر ظلمۃ** میں صلح کرانی چاہی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ہم خاتم النبیین و سید المرسلین صلعم کو تمام انبیاؤں سے افضل اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی مقصد کے لئے ہماری بعثت ہے۔ آپ ہماری صلح ایسے لوگوں کے ساتھ کرانی چاہتے ہیں جو انکو نعوذ باللہ مفتری اور کذاب اعتقاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تو فرماوے کہ **قالوا اتخذ الرحمٰن ولدا تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا** اور میاں چراغدین ایسے قائلین سے ہماری صلح کیواسطے مامور ہوں

نکتہ لطیفہ۔ حضرۃ اقدس کا الہام شب کو بوقت چاند گرہن کے جو ہوا ہے کہ **اذیب من یریب** اس میں چند سر ہیں اول آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے اس الہام میں جو عین وقت خسوف کے ہوا اشارہ فرماتا ہے کہ میرا یہ قول یعنی الہام اور یہ فعل یعنی خسوف دونوں باہم مطابق ہیں یعنی جسطرح کہ میں قمر کو حالت خسوف میں لا رہا ہوں اسیطرح جو شخص انکار یا دعوی تساوی اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کا کریگا اگرچہ وہ مثل قمر کے روشن اور منور بھی ہو تب بھی میں اسکے نور کو معدوم کر دونگا فطابق القول بالفعل والفعل بالقول۔ ثانیاً آنکہ چراغ دین نے اپنے اشتہار نمبر دوم تین کے حاشیہ میں طول لاطائل کر کے اپنے ناصر اللہ مامور من اللہ ہونے پر آیت کریمہ خسوف و کسوف یعنی **واذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر** سے بے ہودہ استدلال کیا ہے۔ لہذا حکمت الٰہی مقتضی ہوئی اس امر کے لئے کہ خاص خسوف قمر ہی کے وقت اسکی تمام بیہودہ استدلال کو حضرۃ اقدس پر یہ الہام نازل فرما کر باطل کر دیا جاوے کہ **اذیب من یریب** ثالثاً چونکہ بعض احباب نے اسوجہ سے کہ یہ شخص جماعت احمدیہ سے ہی خیال کر لیا تھا کہ چراغدین بھی

... ان تحبط اعمالکم ہے۔ جو آیت مذکورہ میں سابق گذر چکا ولنعم ماقیل آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست
کتبہ سید محمد احسن از قادیان

کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عیسائی چونکہ لعنت کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف تھے اسلیے مسیح کو ملعون قرار دیتے وقت انہون نے کچھ نہین سوچا کہ اسکا انجام آخر کیا ہوگا؟ علاوہ برین چونکہ عربی سے انہین بغض تھا اس لیے عبرانی مین بھی پوری مہارت حاصل نہ کر سکے یہ دونون زبانین ایک ہی درخت کی شاخین ہین اور عربی جاننے والے کے لیے عبرانی کا پڑھنا سہل تر ہے + مگر عیسائی بوجہ بغض عبرانی لغت سے بھی فایدہ نہ اٹھا سکے۔

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ . . . کوئی خدا تعالے سے سخت بیزار ہو جاوے اور خدا تعالے اس سے بیزار ہو جاوے۔ عیسائیون کے اپنے مطبع کی چھپی ہوئی لغت کی کتابین جو بیروت سے آئی ہین۔ ان مین بھی لعنت کے یہی معنے لکھے ہوئے ہین + اور لعین شیطان کو کہتے ہین مجھے ان لوگون کی سمجھ پر سخت افسوس آتا ہے کہ انہون نے اپنے مطلب کیخاطر ایک عظیم الشان نبی کی سخت بے حرمتی کی ہے اور اسکو لعین ٹھہرایا ہے اور انہون نے اسپر کبھی توجہ نہین کی کہ لعنت کا تعلق دل سے ہوتا ہے جب تک دل خدا سے برگشتہ نہ ہو۔ لے ملعون نہین ہو سکتا اب کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا عربی اور عبرانی لغت مین لعنت کے یہ معنی متفق علیہ ہین یا نہین؟ پھر اگر دل مین شرارت اور ہٹ دھرمی نہین ہے اور محض خدا تعالے کی رضا کے لیے ایک مذہب کو قبول کیا جاتا ہے تو کیا ایک لعنت ہی کا مضمون عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے کافی نہین ہے؟ اول غور کرو کہ جب یہ بات مسلم تھی اور پہلے تورات مین کہا گیا تھا کہ وہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے اور وہ کاذب ہے تو بتاؤ جو خود ملعون اور کاذب ٹھہر گیا وہ دوسرون کی شفاعت کیا کرے گا؟

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مین سچ کہتا ہون کہ جب سے ان عیسائیون نے خدا کو چھوڑ کر الوہیت کا تاج ایک عاجز انسان کے سر پر رکھدیا ہے۔ اندھے ہو گئے ہین ان کو کچھ دکھائی نہین دیتا۔ ایک طرف اسے خدا بناتے ہین دوسری طرف صلیب پر چڑھا کر لعنتی ٹھہراتے ہین اور پھر تین دن کے لیے ہاویہ مین بھی بھیجتے ہین۔ کیا وہ دوزخ مین دوزخیون کو نصیحت کرنے گئے تھے یا ان کے لیے وہان جا کر کفارہ ہونا تھا؟

مختصر یہ کہ اس قسم کے فساد موجود ہین اب اصل مطلب یہ ہے کہ یہی نہین بلکہ کوئی بھی اخلاقی حالت مسیح کی ثابت نہین ہے صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سہارے سے مانا گیا ہے اگر انجیل کی بنا پر ہی ماننا پڑتا تو پھر ان مشکلات مین پڑ کر کون تسلیم کر سکتا ہے عیسائیون نے اور انجیل نے تو اور بھی داغ لگائے ہین۔ یہودی جس قسم کے الزام لگاتے ہین ان کے تو بیان کرنے سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے یہ دلیر قوم تو اس کی ماں کو بھی متہم کرتی ہے۔ ایک اور خطرناک معاملہ ہے جسکا جواب عیسائیونکے پاس ہرگز نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارک رہے گی نکاح نہ کریگی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ مین ہیکل کی خدمت کرونگی باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخون مین جو یہودی مصنفون نے لکھی ہین۔ اور باتونکو چھوڑ کر بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرلے اور اسرائیلی بزرگون نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہین نکاح کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھکر دیکھو کہ کسقدر اعتراض واقع ہوتے ہین۔

اول جب عہد باندھا گیا تھا تو پھر مریم کی ماں اور نانی نے اپنے عہد کو کیون توڑا؟

دوم جبکہ عیسائیونکے نزدیک کثرت ازدواج زناکاری ہے تو وہ اسکا کیا جواب دیتے ہین کہ یوسف کی پہلی بیوی بھی تھی اور مریم دوسری بیوی تھی؟ کیا وہ اپنے آپ یہ الزام اپنی مقدس کنواری پر قایم نہین کرتے؟

سوم۔ جبکہ حمل ہو چکا تھا پھر ایام حمل مین نکاح کیون کیا گیا۔؟

یہ تین زبردست اعتراض ہین۔ جو اسپر ہوتے ہین۔ اور باتونکو اگر چھوڑ دیا جاوے مثلاً یہ کہ جب فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تھی کہ تیرے پیٹ مین خدا آتا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ شور مچا دیتی اور دنیا کو آگاہ کرتی کہ خدا کا استقبال کرنے کو تیار ہو جاؤ وہ میرے پیٹ سے پیدا ہوگا۔ پھر اس کو چھپایا کیون گیا۔ ہم اس قسم کے اعتراضونکو سردست چھوڑ دیتے ہین لیکن جو تین بڑے اعتراض اوپر کئے گئے ہین انکا جواب عیسائیون کے پاس حقیقت مین کچھ بھی نہین ہے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مریم کو ہیکل مین پیٹ ہو گیا تھا اور مریم نے یہ سمجھا کہ لوگون کو اگر بتایا گیا کہ مجھے فرشتہ نے آکر بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی ہے تو لوگ ٹھٹھا کرینگے۔ اور کہین گے کہ اس کو بیاہ کے خواب آتے ہین۔ کوئی بدکار ٹھہرائے گا۔ لیکن جب پیٹ چھپ نہ سکا۔ اور چرچا ہونے لگا تو آخر سب کو فکر پڑی اگر پہلے سے بتا دیتی جب فرشتہ نے آکر کہا تھا تو شاید اسقدر شور نہ ہوتا۔

لیکن انہون نے بھی پایا کہ اسوقت اگر بتایا تو یہی کہیں گے کہ خاوند مانگتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کنواری لڑکی ذرا سا بھی کوئی ذکر کر بیٹھے تو لوگ اس کی نسبت یہی نتیجہ نکال لیتے ہین - پس وہ ڈرتی رہی اور یہی اس نے سوچا کہ خاموش رہون - لیکن چار پانچ مہینے کے بعد جب پیٹ بڑھا اور پردہ نہ رہ سکا - تو پھر رہا نہ گیا تو ہیکل کے بزرگون کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ مریم حاملہ ہے اور انہین فکر پیدا ہوئی اور جیسا کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شریف خاندان کی کوئی لڑکی حاملہ ہوجاوے تو جھٹ پٹ اسکا نکاح کردیتے ہین تاکہ ناک نہ کٹ جاوے ان بزرگونکو بھی یہی فکر پیدا ہوئی کیونکہ وہ اصل واقعہ سے بالکل بےخبر اور ناآشنا تھے اسلیے انہون نے ان باتون کی ذرا بھی پروا نہ کی کہ اس نکاح سے عہد شکنی کا ارتکاب ہوگا یا دوسری شادی کی وجہ سے بقول یسوع مسیح یہ زناکاری ٹھہرے گی یا حاملہ کا نکاح کرنا جایز نہین ہے - عزیزون نے بھی سمجھا کہ اگر اب خاموشی کی گئی اور نکاح نہ کیا گیا تو ناک کٹ جائیگی اسلئے یہ نکاح کردیا گیا جس پر اسقدر اعتراض ہوتے ہین -

مگر غور طلب . . سوال یہ ہے کہ ان انجیل نویسون نے اس واقعہ پر کیون دیانت داری کے ساتھ روشنی نہین ڈالی یہ دیانت داری کے خلاف ہے ایک جگہ ایک انجیل نویس لکھتا ہے - کہ یسوع نے اسقدر کام کیے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا مین نہ سما سکتے مگر اس عقلمند کی سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ اس ایک ہی جملہ نے انجیل کی ساری حقیقت کھولدی کہ اس مین جو کچھ لکھا گیا ہے ایسی ہی مبالغہ آمیز باتین ہین کیونکہ یہ ہنسی کی بات ہے کہ جو کام تین برس مین ہو سکتے ہین وہ دنیا مین نہین سما سکتے جب محدود زمانہ مین سما گئے تو پھر مکانی طور پر کیون محدود نہین ہو سکتے؟

اس قسم کے ردی مواد سے بھرا ہوا عیسائی مذہب کا پھوڑا ہے - پھوڑون کے پھوٹنے کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے - نصرانی مذہب بھی ایک پھوڑا ہے جو اندر پیپ سے بھرا ہوا ہے اس لئے باہر سے چمکتا ہے مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ ٹوٹ جاوے اور اس کی اندرونی غلاظت ظاہر ہوجاوے -

ابھی سکھونکا زمانہ گذرا ہے جس مین شائستگی بالکل جاتی رہی تھی عالم باعمل نہ رہے تھے اگر کسی کو شبہات پڑتے اور وہ سوال کرتا تو اس کو واجب القتل ہونے کا فتوے دیا جاتا یہ زمانہ ایسا ہی ہو گیا تھا مگر اب خداتعالے نے فضل کیا کہ ایک مہذب اور شایستہ - علم دوست گورنمنٹ کو ہم پر حکمران کیا جس نے عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کرنی چاہی ہے اور مذہبی آزادی کی برکت سے ساری قومون کو مستفید کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ مذہب کے متعلق سوال کرنے والون سے کوئی سختی نہین کی جاتی اور ہر ایک سایل کو جواب دیا جاتا ہے جب زمانہ نے اس قسم کی ترقی کی اور اشاعت حق کے سارے سامان اور ذریعے پیدا ہوگئے - تو اللہ تعالے نے اسلام کو کل امتون پر غالب کرنے کے لیے مجھے مامور کرکے بھیجا -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب دنیا مین بھیجا تھا - اس وقت کل تری خشکی فساد سے بھر چکی تھی آپ نے آکر بہت سے بگڑے ہوؤن کو بنادیا یہ بات سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہین ہے بلکہ اس مین بڑے بڑے حقایق ہین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی کا پتہ لگتا ہے کیونکہ بجز اعلے درجے کے مقدس راستبازکے کوئی دوسرے کو درست نہین کرسکتا جس کی اپنی قوت قدسی کمال کے درجہ پر نہ پہونچی ہوئی ہو - اور ایسی قوت اس مین پیدا نہ ہوچکی ہو جو ساری ناپاکیون کے اثر کو زایل کردے وہ دوسرون کو درست نہین کرسکتا - یون تو ہر ایک نبی نے اپنے اپنے وقت مین اپنی قوم کی اصلاح کی اور اسکو درست کیا مگر جس شان اور مرتبہ کی اصلاح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اسکو کسی اور کی اصلاح نہین پہونچ سکتی + بلکہ اسکے مقابل مین دوسری اصلاحین ہیچ نظر آتی ہین حضرت موسے علیہ السلام اپنی ٹیڑھی قوم کو پورے طور سے درست نہ کرسکے اور حضرت مسیح چند حواریون کی سچی تبدیلی نہ کرسکے اسلئے جب اس مقابلہ مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہی ہے جس نے لاکھون کروڑون مردون کو زندہ کیا محی اگر ہے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے جھوٹے ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ مسیح مردے زندہ کیا کرتا تھا جس نے اپنے چند حواری بھی زندہ نہ کیئے ان کے پاس ہمیشہ مردے ہی رہے - مین ہمیشہ حیران ہوا کرتا ہون اور حقیقت مین یہ حیران ہونے کی بات ہے کہ وہ حیات کیسی ہے جسکے ساتھ فنا لگی ہوئی ہے - یہ مسئلہ ہی غلط ہے جو کہے کہ فلان شخص زندہ کرتا ہے اگر زندہ کرنیکا

مفہوم مراد ہوتا اگر یہ نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ کیون فیمسک التی قضی علیہا الموت فرماتا۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ محاورہ [illegible] اور ہے ورنہ اس سے تو تناقض لازم آتا ہے کہ ایک طرف کہے کہ زندہ نہین ہوتا اور دوسری طرف کہدے کہ زندہ ہوجاتا ہے۔

اگر مسیح سچ مچ مردہ زندہ کرتا تھا تو قرآن شریف ضرور اس کی نسبت فرماتا کہ یحیی المتوفی۔کیونکہ توفی کا لفظ وہان آتا ہے جہان قبض روح ہو۔موت تو اس سے پہلے بھی آسکتی ہے۔اور توفی کا لفظ اسلیئے استعمال کیا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جاوے کہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین آجاتی ہے۔

کسقدر حیرت اور افسوس کی جگہ ہے کہ **معجزات مسیح** پر بحث کرتے ہوئے اگر یہ پوری توجہ نہین کرتے قرآن کریم کو غور سے پڑھ لیتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے تو یہ مسئلہ سمجھ مین آجاتا کچھ بھی مشکل نہ تھا +

صحیح تاریخ ایک عمدہ معلم ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر نبی کے معجزات اس رنگ کے ہوتے ہین جس کا چرچا اور زور اسکے وقت مین ہو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سحر کا بہت بڑا زور تھا اس لیے انکو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس نے ان کے سحر کو باطل کر دیا۔اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فصاحت بلاغت کا زور تھا اسلیئے آپکو قرآن کریم جیسا ایک معجزہ اسی رنگ کا ملا۔یہ رنگ اسی لئے اختیار کیا کہ شعرا جادو بیان سمجھے جاتے تھے اور ان کی زبان مین اتنا اثر تھا جو چاہتے تھے چند شعر پڑھ کر کرا دیتے تھے جیسے آجکل جوش دلانے کے لیئے انگریزون نے باجا رکھا ہوا ہے ان کے پاس زبان تھی جو دلیری اور حوصلہ پیدا کر دیتی تھی۔ حرب مین وہ شعر سے کام لیتے تھے اور فی کل واد یہیمون کے مصداق تھے۔اس لیئے اسوقت ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ اپنا کلام بھیجتا۔پس خدا تعالےٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا اور اسی کلام کے رنگ مین اپنا معجزہ پیش کر دیا جبکہ انکو مخاطب کر کے کہدیا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الایۃ۔تم جو اپنی زباندانی کا دم مارتے اور لاف زنی کرتے ہو اگر کوئی قوت اور حوصلہ ہے تو اس کلام کے معجزہ بنا کر کچھ پیش کر کے دکھاؤ لیکن باوجود اسکے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر کچھ نہ بنایا (خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب تحدی کر دی گئی ہے کہ تم ہرگز ہرگز بنا نہ سکوگے) تو ملزم ہو کر ذلیل ہوجائینگے پھر بھی وہ کچھ پیش نہ کر سکے اگر وہ کچھ بناتے اور پیش کرتے تو صحیح تاریخ ضرور شہادت دیتی مگر کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ کسی نے کچھ بنایا ہو۔پس خدا تعالےٰ نے اسوقت اسی رنگ کا معجزہ دکھایا تھا۔ایسا ہی یہودیون مین سلب امراض کا نسخہ چلا آتا تھا۔ہندوؤن مین بھی ہے مسلمانون مین بھی ہے عیسائیون مین بھی ہے بلکہ انگریزون مین تو آج کل یہ علم بہت ترقی کر گیا ہے اس سے نبوت کا ثبوت نہین ہوتا اور نہ نبوت سے اسکو کوئی تعلق ہے کیونکہ یہ صرف مشق پر موقوف ہے اور ہر شخص جو مشق کرے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا دہریہ غرض کوئی بھی ہو وہ مشق کرنے سے اس مین مہارت پیدا کر سکتا ہے اسلیئے اس سلب امراض کو نبوت سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ ایک عام بات ہے تو حضرت مسیح کے وقت مین چونکہ اسکا زور تھا اللہ تعالےٰ نے اسی رنگ کا معجزہ حضرت مسیح کو دیدیا یہ خاصیت ہر انسان مین موجود ہے کہ وہ توجہ کرتا ہے توجہ کرنے کے ساتھ ایک چیز اسکے دل سے اٹھ کر پڑتی ہے چنانچہ مسیح نے کہا کہ کس نے مجھے چھوا ہے کہ میری قوت نکلی ہے۔سلب امراض والے بھی یہی کہتے ہین۔

مختصر یہ کہ مسیح کے معجزات اس رنگ مین آکر بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوجاتے ہین اسکے علاوہ مسیح کے معجزات پر ایک اور بڑا اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انجیل مین لکھا ہے کہ ایک تالاب ایسا تھا کہ لوگ اسکے پانی کے ہلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ باقی آیندہ۔

ڈائری

(از مفتی محمد صادق صاحب)

۱۷-اپریل ۱۹۰۲ء بعد از مغرب۔ فرمایا (طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ اکثر غریب مرتے ہین اور امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہین لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ آئمۃ الکفر آخیر مین پکڑے جایا کرتے ہین۔چنانچہ حضرت موسےٰ کے وقت جسقدر عذاب پہلے نازل ہوئے ان سب مین فرعون بچا رہا چنانچہ قرآن شریف مین بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ابتدا عوام سے ہوتا ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہین اور بعض کے بچانے مین اللہ تعالےٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہون نے آخر مین توبہ کرنی ہوتی ہے یا ان کی اولاد مین سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے)

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیا مین پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم مین ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر

ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لیے ہمارا نام آدم ابراہیم موسے نوح - داؤد یوسف سلیمان یحیٰ عیسےٰ وغیرہ ہے- چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اسواسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام مین پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگون کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتون کی پرستش مین مصروف ہین اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہین پہلے تمام انبیا ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات مین اور اب ہم ان تمام صفات مین نبی کریم کے ظل ہین مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمد نام جملہ انبیا است
چون بیامد صد نود ہم پیش ما است

(کریم نے گویا سب لوگون سے چندہ ... ل کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریم کے پاس کروڑون روپئے ہوگئے-

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر ... فان وبا مین یہ ہندوؤن کی قوم بھی اسلام کیطرف توجہ کرے- چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہمکو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہوکر آپ ہی کے پاس باہر رہا کرینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے رؤیا مین دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اوتار ہین اور کرشن ہین اور ہمارے آگے نذرین دیتے ہین - اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کہ کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا مین موجود ہے لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنے بشیر کے ہین)

فرمایا - (عیسائیون نے جو شور مچایا تھا کہ عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا اور وہ خدا تھا - اسواسطے غیرت الہی نے جوش مارا کہ دنیا مین طاعون پھیلا اور ہمارے مقام کو بچائے تاکہ لوگون پر ثابت ہوجائے کہ امت محمدی کا کیا شان ہے کہ احمد کے ایک غلام کی اس قدر عزت ہے اگر عیسے مردون کو زندہ کرتا تھا تو اب عیسائیون کے مقامات کو اس بلا سے بچائے اسوقت غیرت الہی جوش مین ہے تاکہ عیسے کا کسر شان ہو جسکو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ زد این مطرب مقام شناس
کہ درمیان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث مین جو حضرت عیسے کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہین کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہین بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ کو بند کرنے کے لیے یہ فقرے بولے ہین کہ یہود نعوذ باللہ مریم کو زناکار عورت اور حضرت عیسے کو ولد الزنا کہتے تھے اسلیئے قرآن شریف نے الکاذب کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آوین)

فرمایا (حضرت رسول کریم کے ہزارون جسمانی برکات بھی تھے - آپ کے جبہ سے بعد وفات آپکے لوگ برکات چاہتے تھے بیماریون مین لوگون کو شفا دیتے تھے اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہوجاتی تھی - ایک لاکھ سے زیادہ آپ کے اصحابی تھے بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپ کی دعاؤن سے دور ہوجاتی تھین - عیسے کو نبی کریم کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے اور انکا حال بھی انجیلون سے ظاہر ہے کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے -)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا کیونکہ اس نے بھی نبی کریم کی چند دن پرورش کی تھی جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسے کی پرورش کی تھی اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا مین براہین پر ریویو لکھکر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدس نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا - یایحیٰ خذ الکتب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن اور فرمایا کہ (اسمین ہم کو حضرت یحیٰ کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحیٰ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثون کے بہت گرویدہ ہورہے تھے اور ہر بات مین احادیث کو پیش کرتے تھے ایسا ہی اس زمانہ مین ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہین)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا اذان ہونے لگی وہ چپ ہوگیا فرمایا (پڑھتے جاؤ اذان کے وقت پڑھنا جایز ہے)

ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام مین ہین جہان طاعون کا زور ہے مین گھبرایا ہوا ہون اور وہان جانا چاہتا ہون فرمایا (مت جاؤ - لاتلقوا بایدیکم الی التہلکہ - پچھلی رات کو اٹھکر ان کے لیے دعا کرو تو بہتر ہوگا - بہ نسبت اسکے کہ تم خود جاؤ - ایسے مقام پر جانا گناہ ہے -)

حضرت اقدس کو الہام ہوا - انت معی وانی معک انی بایعتک - بایعنی ربی

فرمایا کہ (اللہ تعالےٰ کا منشا ہے کہ قرآن شریف کو حل کیا جائے اسواسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ مین ہوتے ہین ان کی ایک عملی تفسیر* ہوجاتی ہے -)

فرمایا کہ (اس آیت قرآن کریم مین اس زمانہ

* اس سے خدا تعالےٰ یہ دکہانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تو کہ ثابت ہوجائے کہ تیرہ سو سال اس سے قبل ہی اسیطرح یہ خدا کا کلام نازل ہوا ع

ور طاعون کے متعلق پیشگوئی ہے

والمرسلٰت عرفا۔ فالعٰصفٰت عصفا۔ والنّٰشرٰت نشرا۔ فالفٰرقٰت فرقا۔ فالملقیٰت ذکرا۔ عذرا او نذرا۔

قسم ہے ان ہواؤں کی جو آہستہ چلتی ہیں یعنی پہلا وقت ایسا ہوگا کہ کوئی کوئی واقعہ طاعون کا ہو جایا کرے پھر وہ زور پکڑے اور تیز ہو جاوے پھر وہ ایسا ہو کہ لوگوں کو پراگندہ کر دے اور پریشان خاطر کر دے پھر ایسے واقعات ہوں کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اور تمیز کر دیں اسوقت لوگوں کو سمجھ آجاوے گی کہ حق کس امر میں ہے آیا اس امام کی اتباعت میں یا اس کی مخالفت میں یہ سمجھ میں آنا بعض کے لیے صرف حجت کا موجب ہوگا (عذرا) یعنی مرتے مرتے از دل اقرار کر جائے گا۔ کہ ہم غلطی پر تھے اور بعض کے لیے (نذرا) یعنی ڈرانے کا موجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے بدیوں سے باز آویں۔

آداب الدعاء

۱۶ اپریل ۱۹۰۲ء کے جمعہ میں ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ نے جو خطبہ پڑھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔ لیکن چونکہ خطبہ میں اس قسم کے وسیع اور دقیق مضمون پر پوری نظر سے بوجہ کمی وقت تقریر نہیں ہو سکتی حضرت مولانا موصوف نے صرف اداب الدعا کے اصول پر ہی کلام فرمایا جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لیے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوٓء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وہ خدا ہوں جو مضطر کی دعا سنتا ہوں اور اس کی مصیبت کو اس سے دور کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ وصف کسی اور میں نہیں ہے مضطر کی دعا کو سننا اور اسکے دکھ درد کو دور کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے قرآن شریف کی یہ آیت بہت ہی قابل غور ہے جو عالی نکات اور اسرار کا مخزن ہے خطبہ ان سب کے بیان کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس آیت پر تقریر کرنے کی تحریک مجھے ابھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے **انجمن حمایت اسلام** لاہور کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب کا ایک چھپا ہوا اشتہار دیکھا ہے جو انہوں نے اس غرض سے جاری کیا ہے کہ لوگ رفع طاعون کیلیے باہر میدانوں میں جمع ہو کر دعا مانگیں۔ اس انجمن نے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ جیسے سنہ ۱۹۰۱ء میں نماز استسقا کے لیے انجمن کے اشارہ کے موافق لوگ باہر میدان میں نکلے تھے اور اسوقت مینہ برسا تھا۔ آج طاعون کے دفعیہ کے لیے بھی یہی علاج ہے۔ ہم اسباب پر تو بے شک ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے اور دعاؤں میں عجیب و غریب تاثیریں ہیں اور خدا کا محض فضل ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کے نظارہ جسقدر ہم دیکھتے ہیں دوسروں نے ہرگز ہرگز نہیں دیکھے لیکن ہم کو سخت افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ جو اس قسم کے اشتہار جاری کرتے ہیں اس حق اور حقیقت سے یقیناً بیخبر ہیں کہ وہ اضطراب اور اضطرار کس قسم اور رنگ کا ہوتا ہے جو **قبولیت کی** قوت اپنے اندر رکھتا ہے اور جس کے جذبہ اور قوت سے دعا آسمان پر چڑھتی اور قبول ہوتی ہے۔ اگر یہی بات ہو کہ ہر دعا جس طرح کی جاوے پوری ہو جایا اور سنی جاوے تو پھر دنیا کا نظام ہی بدل جاوے اور خدا تعالیٰ کی میز حکومت کا نشان اٹھ جاوے ایک **مومن متقی خدا ترس**۔ اور ایک ریاکار فاسق فاجر میں تمیز ہونی مشکل ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ **قبولیت دعا** میں بھی بعض اسرار اور مخفی شرائط اور آداب ہیں جنکے بغیر دعا قبولیت کا لباس پہن نہیں سکتی۔ چنانچہ فرمایا ہے **انما یتقبل اللہ من المتقین** خدا تعالیٰ متقیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ تقوے اور اسکے مدارج پر بحث کرنا اسوقت ملحوظ خاطر نہیں ہے بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آداب دعا کیا ہیں۔ اول ادب قبولیت دعا کے لیے یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق سچا اور صحیح عقیدہ ہو۔ قرآن شریف کو دیکھو کہ اس کی دعاؤں کا کیا طرز ہے کسی دعا کو دیکھو کہ اسے اللّٰھم سے شروع کیا ہے اور کسی کو ربّنا کے لفظ سے۔ سب سے عظیم الشان دعا جو فاتحۃ الکتاب میں اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم اسکو الحمد للّٰہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین سے شروع کیا ہے اس میں بھید اور ستر کیا ہے؟ اس نکتہ میں اگر کوئی غور کرے تو صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ دعا کی قبولیت درحقیقت داعی کے اندر ہی سے شروع ہوتی ہے۔ داعی کا سچا تعلق خدا سے اور اسے تمام صفات کاملہ سے موصوف اور محمود جاننا اور تمام شرکوں اور ناپاکیوں سے اس کو بری سمجھنا ہی پہلی بات ہے کہ جس کے خون سے ملی ہوئی دعا قبولیت کی قوت لیکر نکلتی ہے۔

خدا کے لیے غور کرو اسی بات میں۔ جو ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے) بتوں کو مخاطب کر کے کہی کہ تم جھوٹے اور سراسر جھوٹے ہو۔

ہم تیرہ چودہ برس تک تمہاری تعظیم و تکریم کرتے رہنے اور دعائین کرتے رہے اگر کوئی قوت اور بل تم مین ہوتا تو نہ تم خود ذلیل اور خوار ہوتے اور نہ اپنے ماننے والونکو ذلیل کراتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تھے۔ آپ کے مقابل تمام عظماء و رؤساء تھے مگر آخر دیکھ لو کہ کامیاب کون ہوا؟ قرآن کریم کی دعاؤن کو بار بار پڑھو تو تمہین معلوم ہوگا کہ ان مین اعلیٰ تعلیم اور آداب دعا کے سکھائے گئے ہین اور یہ دعائین سچی پیشگوئیان ہین ان دعاؤن کا سچا نتیجہ جسقدر خدا تعالےٰ نے چاہا اس دنیا مین اسکا مزا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چکھایا۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ اب یہ نرے لفظ ہی نہین ہین۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے اللہ تعالےٰ نے کامیاب کیا اور دنیا کی حسنات سے بہرہ ور فرمایا اور آپ کے دشمنونکو ذلیل و نامراد کیا اور ان کو طعمۂ نار کیا اسی طرح سے یہ دعا اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء۔ چونکہ یہ دعا بڑی مقدر رہے اس لیے اسکو اللہ نے شروع فرمایا کہ اے اللہ مالک ملک کے توجسکو چاہے ملک عطا کرے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ اس دعا کا بھی حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے اسی زندگی مین نظارہ دیکھ لیا کہ کس طرح پر آپکو ملک عطا ہوا اور دشمنون سے چھین لیا گیا اور کس طرح آپکو عزت و رفعت ملی۔ اسی طرح پر قرآن مجید کی ساری دعاؤن کا جتنا حصہ اللہ تعالےٰ نے چاہا آپ اور آپکے طفیل سے صحابہ کو دیا اور آج تک ان دعاؤنکا سلسلہ جاری ہے۔

اسی طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو جو انہون نے وادِ غیر ذی زرع مین مانگی اور ان ذریات کی بہاطر ان مین ربنا وابعث فیہم رسولا منہم کی دعا کا نتیجہ کیا ہوا کہ وہ مکان بیت الحرام قرار پایا اور کل دنیا کا مادیٰ اور ملجا بنا اور اسی دعا کے نتیجہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان مین پیدا ہوئے غور توکرو کہ اسی دعا کی برکت سے کیسے آثار ظاہر ہوئے اور وہ کیسی پوری ہوئی۔

مگر

برخلاف اسکے آج کوئی قوم ایسی نہین ہے جو اس طرح پر دکھا سکے یہودی ہون یا عیسائی۔ ایک بھی نہین۔ کیا آریہ کہہ سکتا ہے کہ رگ وید کی دعائین قبول ہوئین؟ اس مین جو بڑے زور شور سے دعوے کیا گیا تھا کہ اے اگنی ہمارے دشمن پامال ہون اور ہمارے مویشی موٹے ہون یہ ساری دعائین ان پر بددعائین ہوکر ظاہر ہوئین وہ غیر قومونکے جوئے کے نیچے ہزارہا سال سے چلے آتے ہین مین لذت بھرے سینہ سے یقین دلاتا ہون کہ ایک ہی کتاب ہے کہ جس کی دعائین لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً پوری ہوئین۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ایک طرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکیلا دعا مانگنے والا تھا دوسری طرف یہود و نصاریٰ کے راہب و احبار دعائین مانگنے والے اور مکہ کے قریش لات و عزےٰ کے سامنے چلاتے اور دعائین مانگتے تھے مگر آخر دیکھو کہ بیابان مکہ کا بیکس و بے بس فروگذاشتہ انسان مگر کامل انسان کامیاب ہوجاتا ہے اور سارے جہان کو منقلب کردیتا ہے کیون؟ اس کی دعائین قبولیت کا تاج پہنکر ہی اس کے سینے سے نکلتی تھین۔ یہ سچی بات ہے کہ جب تک قاعدہ اور ادب کے ساتھ پکارا نہ جاوے کچھ اثر نہین ہوتا دیکھ لو یہ کچہریان انصاف اور داد فریاد کے لیئے ہین لیکن اگر کوئی پانچ ہزار روپیہ کی نالش کے لیے آٹھ آنہ کا فیس کورٹ لگادے یا فوجداری عرضی کو دیوانی صورت سے لکھدے تو وہ عرضی دینے والے کے منہ پر ماری جاوے گی۔ اسی طرح دعا کا حال ہے ہمارا ایمان ہے اور بفضلہ تعالےٰ ان سب جھوٹے لاف زن لوگون سے نرالا ایمان اس بات پر ہے کہ دعائین **قبول ہوتی ہین** لیکن یہ ساتھ ہی ضروری امر ہے کہ وہ قواعد اور سنن ان کے ساتھ ضرور ہونے چاہئین جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کردیئے ہین۔

پس مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا جو فرماتا ہے کہ مین مضطر کی دعا کو سنتا ہون یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ضروری ہے کہ داعی اضطرار کو محسوس کرتا ہوا اور اللہ تعالےٰ کو یقیناً علے کل شئے قدیر مانتا ہو٭

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر ساری دنیا کے ایمان نثار ہون مکہ کی مصیبت کی گھڑیون مین انک علے کل شئ قدیر کہکر تؤتی الملک من تشاء کہتے اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنة جیسی دعا مانگتے ہین۔۔۔ یہ دعا بتاتی ہے کہ داعی شرح صدر سے یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ یتیم کو بادشاہ اور ملک بنادیگا اور ایک فروگذاشتہ کو ملک اور عزت عطا کرے گا۔ غرض ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کو قادر مانتا اور استبعاد کے مرض سے صحیح اور محفوظ ہو۔

دنیا اس ادب سے بالکل ناواقف ہے ایک طرف دعا مانگتے ہین دوسری طرف اندر ہی اندر استبعاد کا مرض لگا ہوا ہے۔ پس یقیناً یاد رکھو کہ جب تک سینہ اس استبعاد سے پاک اور سچے اور صحیح عقاید سے بھرا ہوا نہ ہو قبولیت آ نہین سکتی+

٭ اور بڑی شرط یہ ہے کہ وہ مضطر داعی خدا کے ابتلا مین گرفتار ہو مقت اور غضب کی سزا مین مبتلا نہ ہو کہ اس صورت مین اس کی آواز سنی نہین جاوے گی منہ

مین نے حاجی شمس الدین کے اس اشتہار کو تعجب اور نہایت افسوس کی نگاہ سے دیکھا جب اس پر امن یجیب المضطر کی آیت پڑھی حاجی صاحب پر فرض تھا کہ پہلے مضطر مومن داعی کی تعریف خدا کے منشاء کے موافق بیان کرتے اور ان مولفات و ... کو ضرور زندگور فرماتے جو ... افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کے حقایق سے محض ناواقف ہین اور اس کو ایک کہانی یا کتھا کے طور پر پڑھنا چاہتے ہین۔

پھر کیسی تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالے کے غضب کو بھڑکاتے ہین دوسری طرف اضطرار کو پیش کرکے دعا کرتے ہین + میرا سینہ زخمی ہوجاتا ہے جب مین اس انجمن کی کارگذاری پر نظر کرتا ہون کہ لاہور کے بشپ نے اس لاہور مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت اور زندگی پر ناپاک حملہ کیا اور آپ کو مردہ رسول اور گنہ گار کہا اور مقابلے مین ایک عاجز انسان کو خدا بنایا اور اسکو زندہ اور معصوم ٹھیرایا اور یون خدا کا ذرا بھی خوف نہ کرکے خدا کے راستباز اور برگزیدہ رسول افضل الرسل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی مگر اس انجمن کو ذرا بھی غیرت اور جوش نہ آیا کسی نے اٹھ کر نہ کہا کہ مسیح مرگیا ہے اور زندہ رسول صرف صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جسکے برکات اور فیوض اب تک زندہ اور جاری ہین۔

غرض ان لوگون نے اسلام کی حمایت کا دعوے کرکے اسلام کو ذلیل کرانا چاہا ہے اور مسیح کو خدا بنانے مین مدد دیکر عیسائیون کو جرأت اور حوصلہ دلایا ہے اور اس طرح یہ خدا کے غضب کو بھڑکایا اور اسپر ظلم یہ کیا کہ جب خدا کے راستباز صادق مسیح موعود نے اس نصرانی سحر کو معجزہ سے باطل کردیا اور دکھا دیا کہ وہ مریم کا بیٹا جو خدا بنایا جاتا ہے کشمیر مین مدفون ہے۔ اس وقت ان سے اتنا نہ ہوا کہ اسکی ہی حمایت اور تائید کرتے اگر اس سے بھی رہ چکے تھے تو کم از کم ان لوگون ہی کو روکتے جو اسوقت سب وشتم کرنے پر اٹھ کھڑے تھے اور جنہون نے کفر کے فتوون سے بھی تجاوز کرکے گندی اور ناپاک گالیون تک نوبت پہونچادی ہے ان کو روکتے مگر نہین انہون نے اپنی خاموشی سے ان کو ہی حوصلہ دلایا اور یون گویا اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اس حال مین خدا کیونکر خوش ہو اور دعائین سنے ایک طرف اس کے غضب کے موجبات کو اپنے ہم ... اب وہ دیکھین گے کہ انکے اشتہار کیا نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ اسوقت خدا قہر مین ہے کیونکہ محمد رسول اللہ کی بے عزتی کی گئی ہے اور اس کی توہین کی گئی جو مسیح موعود کے نام سے غلام احمد ہو کر آپ کی عظمت اور عزت کے اظہار کے لیے آیا ہے پس یاد رکھو کہ یہ بلا اور عذاب ٹل نہین سکتا جب تک خدا کے

مسیح موعود کیطرف رجوع نہ کیا جاوے گا یہی آخری اور سچا علاج طاعون کا ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے اور افسوس اسپر جو اس سے دور رہے۔

ایک انجمن کیا ہزارون انجمنین ایسی تجویز کرین وہ اور ان کے حامی دیکھ لین گے کہ کیا ہوتا ہے

اور سن رکھو کہ

ہان آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت مین اپنی کرلیا فسق وگناہ کو
تقوے کے جتنے جامے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل مین تھے ناپاک ہوگئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم وسفاک ہوگئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیان جدا ہوئے

روتے رہو دعاؤ نہین کبھی وہ اثر نہین
کیونکہ ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہین

فٹ نوٹ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنی کرامت نمائی کی خاطر اپنی نماز استسقا کے بعد مینہ کا برسنا ظاہر کیا ہے جو سراسر غلط ہے خدا کا **مامور وصادق موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بہت عرصہ پہلے بارش کے ہوجانے کی خبر دے چکا تھا چنانچہ وہ رویا اخبار الحکم نمبر ۳۲۔ جلد ۳۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۷ پر طبع ہوچکی ہے جو ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء کی ہے کہ آپ نے خواب **مین دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے آہستہ آہستہ مینہ برس رہا ہے** پس وہ نشان بھی تو حضرت مسیح موعود ہی کا تھا نہ کسی کی نماز استسقا کا اثر۔*

(ایڈیٹر)

عسل مصفےٰ

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابوالعطا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تصدیق وتائید مین اور معترضون کے اعتراضات کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیر کوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے بقیمت ۱۲؎ علاوہ

قرآن کریم کی ابتدا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ امر قابل غور ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکیم و مجید کتاب جو حقائق اور معارف پر مشتمل ہے اس میں اس دعوی کی کیا ضرورت تھی کہ فقد لبثت فیکم عمرا یعنی میں چالیس سال تک تم میں رہا ہوں کیا تم میں سے کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں سوسائٹی کے عیوب اور مجلس کی ناپاکیوں میں کبھی شریک رہا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ اسے عقل کے مدعیو اور اے دانشمندو پھر سوچو اور غور کرو کہ یہ دعوی جو عظیم الشان دعوے ہے اس بزرگ کتاب میں کیوں کیا گیا ہے۔

عزیزو

اس دعوی کی ضرورت اس لئے تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام باطل معبودوں کو کاٹ کے جو اللہ تعالےٰ کی مجید و حمید ذات کی طرف دعوت کی اسلئے اگر آپ میں کوئی عیب ہوتا تو دعوت ناتمام اور ناقص بلکہ بالکل بے اثر ہو جاتی جبکہ عرب کی سوسائٹی سے کوئی کھڑا ہو کر اس دعوی پر کہہ دیتا کہ فلاں وقت آپنے یہ ناشائستہ کام کیا تھا لیکن آپ بچپن ہی سے الامین اور المامون پکارے جاتے تھے اس لئے آپنے جب یہ دعوت کی کہ ساری حمدیں اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سزاوار ہیں جو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے تو اس بے عیب زندگی نے کہ آپ ان ہی کے بیچ میں محمدؐ تھے فقد لبثت فیکم عمراً کے دعوے اور تحدی نے اس دعوت کو بہت قوی اور مضبوط اور برمحل قرار دیا۔

غرض آنحضرت صلی اللہ کی زندگی کامل نمونہ ہے اس امر کا کہ جو کچھ آپکے منہہ سے نکلا درحقیقت۔۔ اللہ تعالی کی نسبت وہی تعلیم حق اور صحیح تھی اور مسیح کی زندگی میں ہم کونسا نمونہ اس ایثار۔ توکل۔ اور رضا بالقضا کا تلاش کریں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں ہمیں ملتا ہے۔ گال پر طمانچہ کہانے والی تعلیم عیسائی پیش کیا کرتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ تعلیم ناتوانی کیوقت کی ہے شوکت کی نہیں اگر انہیں شوکت دیجاتی اور پھر وہ اپنا نمونہ دکہاتے تو۔ عیسائیوں کو حق تہا کہ اس کو پیش کرتے اگرچہ دوسرے پہلوؤں میں پھر بھی یہ ناقص جا ٹھہرتی تاہم اُن کو کچھ کہنے کا موقع ہوتا لیکن جب یہ موقع ہی انکو نہیں ملا تو اس کو پیش کرنا محض لاحاصل ہے۔ ایسا ہی بحیثیت باپ ہونے کے۔ دوست ہونے کے۔ فاتح ہونے کے جرنیل ہونے کے خاوند ہونے کے غرض مختلف حیثیتوں میں مسیح کے اخلاق کا کیا نمونہ دنیا دیکھہ سکتی ہے؟ کچھ بھی نہیں مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں اور آپکے زندگی میں اخلاق کے سارے شعبوں کی تکمیل پاؤ گے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ایک فہرست بناؤ اور اسکے اتنے مختلف خانے بناؤ جسقدر کہ اخلاق کے شعبے ممکن ہیں۔ پھر تم دیکھہ لوگے کہ وہ سارے خانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بھر جائینگے۔ بےفائدہ ہوگا اگر اوروں کی تاریخ میں اخلاق کی تکمیل کو تلاش کریں

اور یہ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت اور ازلی ارادے سے کیا تا اس کے نام کا جلال ظاہر ہو اور اس ظلم و زور کا انتقام لیا جاوے۔ جو خدا تعالےٰ کی صفات دوسروں کو دی گئی تہیں اس لئے محمد جلیل الشان نبی کو مبعوث فرمایا جس نے دنیا کو خدا کی حمد و ستائش سے بہر دیا یہ سنت اللہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ کے نام کی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے اور اس کی صفات کی بے عزتی کرنے والے بیباک ہو جاتے ہیں اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آتا ہے زمانہ کی فطرت اسوقت خود تقاضا کرتی ہے کہ محمدؐ آوے

اسوقت بھی وہی پہلی حالت ہو چکی تہی اللہ کے نام کی ہتک کی گئی اور ظالم نصرانی نے خدا کی صفات ایکطرف انسان کو دیدیں اور ایک قوم نے نیوگ اور تناسخ کی ناشدنی مسائل تراشکر خدا کی جلیل الشان صفات کا انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کسی چیز کا خالق نہیں اور اپنے اعمال میں نیوگ جیسی قابل شرم بات کو محل مدح میں ٹھہرایا۔ جسکو سنکر ایک غیور انسان کی روح کانپ جاتی ہے اور سب سے بڑھکر مردہ پرست قوم نے صلیب کی حمایت میں پانی کی طرح روپیہ بہا دیا اور ہر قسم کے وسائل اور اسباب کو ہاتھ میں لینا چاہا اور مزدکی فرعون کی طرح دنیا میں فسق و فجور کا دریا بہ چلا گیا

اسوقت ایسی حالت میں۔ ضروری نہ تہا کہ محمد کا ظہور ہوتا؟ جو پہر الحمد للہ سے زمین و اسمان کو بھر دے؟

بیشک ضروری تہا اور خوشخبری ہو تم کو اے سننے والو! کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے جلال کے اظہار اور ستائش کے غلغلہ کے بلند کرنے کے لئے محمدؐ **کو نازل فرمایا وہ اسیطرح آیا جیسے اسکا آنا مقدر تہا اس نے آکر ثابت کر دیا کہ ساری حمد و ستائش کا سزاوار حقیقی اللہ تعالےٰ** ہی ہے۔ میں اپنے آپ کو اور اپنے دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں مبالغہ نہیں خدا آسمان پر دیکھتا ہے اور ادہر عرش سے اس کی حمد کر کے اسے محمدؐ قرار دیتا ہے

پس اے دوستو! وہ **غلام احمد قادیانی** درحقیقت **محمدؐ مکی صلی اللہ علیہ وسلم**

ہی کا ظل اور بروز ہے اور وہی ہے جو تم مین نازل ہوا ہے وہی قد لبثت فیکم عمراً کی صدا سے بھی آئی اور اسنے یہ تحدی کی ہیٹک اسیطرح جیسے محمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ مین دعوے سے کہتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے تیرہ سو سال کے اندر دو ہی شخصون کی پاک اور بے عیب زندگی کا ٹھیکہ لیا اور تحدی کی ہے یا احمد مکی کی اسوقت اور احمد قادیانی کی اسوقت۔

احمدی جماعت! تیرے لئے کسقدر مبارکباد ہے کہ **تیرا امام اور تیرا ہادی** وہ انسان جلیل الشان ہے جس کی بے عیب اور پاک و مطہر زندگی کا خدا گواہ ہے اور تعریف کرنے والا ہے بے شک تو اس کو مان کر کسی **صوفی - ملہم - ولی - ادیب شاعر - مصنف** غرض کوئی ہو کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہے اے خدا کے برگزیدہ **مسیح موعود** تجھ پر تیرے در و دیوار پر تیری ہربات پر خدا تعالیٰ کی بے حد برکات اور نصرتین ہون کہ تیرا دامن پکڑ کر ہم ہر میدان مین فتحمند ہین والحمد للہ علی ذالک۔

آخر مین (اگرچہ مضمون لذیذ ہے۔ اور جی نہین چاہتا کہ اس کو چھوڑا جاوے مگر خطبہ کی وجہ سے بند کرنا پڑتا ہے) میں اس جماعت کو جو یہان موجود ہے اور ان کو جو اس خطبہ کو کسی اور رنگ مین سن این یہ کہنا چاہتا ہون کہ جیسے خدا تعالیٰ نے تمہین **بے عیب - برگزیدہ مطہر و مقدس امام عطا** فرمایا ہے۔ تم بھی اپنے چال چلن ایسے بناؤ کہ جب وطن اور گھر جاؤ تو شہداء علی الناس ہو جاؤ۔ تمہارا تعلق سب سے پاک ہو ریاکاری مکاری فتنہ باہم مخالفت نہو خدا کرے کہ تم دنیا کے لئے ایک نمونہ اور نظیر ہو جاؤ۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قرآن کریم اور الوہیت مسیح

تتمہ الحکم نمبر ۱۳ جلد ۶ صفحہ ۱۲ - ۱۱

غرض یہ ایک زبردست علمی دلیل ہے جو قرآن کریم نے پیش کی ہے کہ اول مسیح ہی کا دعوی بالفاظ صریح نہین ہے۔ پھر دوسری آفاقی دلیل یہ پیش کی کہ پہلے مخاطب یعنی اسلام کے مقابلہ اول میں کچلے گئے اور شام کے عیسائی اسلام کے مقابلہ مین سخت ذلیل ہو گئے ان حجج اور براہین کو پیش کرکے قرآن تثلیث پرست نصرانیون کو خطاب کرکے کہتا ہے افلا یتوبون یعنی ایسی علمی اور عملی دلائل کے ہوتے ہوئے چاہیئے تھا کہ تم اسلام کی طرف رجوع کرتے اور سچے خدا کے حضور توبہ کرتے تاکہ وہ غفور الرحیم خدا تم پر رحم فرماتا باوجودیکہ یہ دلائل ایک سلیم الفطرۃ اور سعادتمند انسان کے لئے کافی تھین اور ہین کہ وہ مردہ پرستی اور تثلیث پرستی سے تائب ہو جاوے لیکن اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے لئے ایک اور دلیل پیش کرتا ہے۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الاٰیۃ مسیح ابن مریم بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ کا رسول تھا اس سے پہلے جسقدر رسول آئے وہ مر چکے دنیا رسولون کے دیکھنے سننے کی عادی ہے وہ جانتی ہے کہ رسول کیسے ہوتے ہین۔ چنانچہ... مسیح بھی اس جنس سے ایک رسول ہے پہلے رسولون مین سے کسی نے کبھی خدائی کا دعوی نہیں کیا۔ ان کی امتون مین سے کبھی کسی نے یہ خیال نکیا کہ خدا خود بھی رسول ہو کر آیا کرتا ہے باوجودیکہ یہودیون کے بہت سے فرقے ہو گئے تھے مگر کوئی بھی انہین قائل نہ تھا کہ خدا مجسم ہو کر دنیا مین آیا کرتا یا کبھی آئیگا۔ پھر فرمایا کہ اس کی مان راستباز تھی کیا کوئی عورت کے پیٹ سے نکلکر بھی خدا بن سکتا ہے پھر فرمایا کہ وہ دونون کھانا کھایا کرتے تھے یعنی محتاج تھے ضعیف تھے وہ جو پیٹ کا محتاج ہے وہ سب کا محتاج ہے آخر مین قرآن بڑے ناز اور ذوق کے ساتھ فرماتا ہے **انظر کیف نبین لھم الایات** ذرا غور تو کر کے دیکھو کہ ہم کیسے کھلے نشان بیان کرتے ہین۔ اور یہ بدقسمت کہان بھٹکتے پھرتے پھرتے ہین۔ پھر سب سے بڑھکر ایک اور زبردست دلیل اس کے ابطال کے لئے دی قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک الاٰیۃ یہی وہ دلیل ہے جسپر خدا کا برگزیدہ مسیح موعود پورے زور اور قوت سے کھڑا ہوا ہے اور اسی دلیل نے عیسائیت کا ستیاناس کر دیا ہے۔ ہم مان لیتے کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے یا یہ کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے اگر وہ اپنے سچے پرستارون کی کچھ بھی نصرت کر سکتا۔ ان کے لئے کوئی قانون قدرت بدل سکتا مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لاشے وجود ہے ضار اور نافع اللہ ہی کی ذات ہے یہ زبردست ثبوت ہے مسیح کے خدا یا ابن خدا نہونے کا۔

اگر عیسائی اپنے دعوی مین سچے ہین تو وہ اس وقت مرد میدان بنکر نکلین اور خداوند مسیح سے رو رو کر کوئی نشان مانگین اور نہین تو کسی بشپ صاحب کے رہنے کے مقام کو طاعون سے محفوظ رکھے جانے ہی کا نشان ظاہر کرین جیسے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے شائع کر دیا ہے غرض یہ عظیم الشان دلیل ہو سکتی ہے مسیح کی الوہیت پر۔ پس اے پادری صاحبان او ریورنڈ ڈاکٹر صاحبان! یہ وقت ہے مسیح کی الوہیت کے ثابت کرنیکا اسوقت فرداً فرداً اور مل مل کر دعائین کرو اور کوئی نشان پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ صلیب ٹوٹ چکی اور **مسیح موعود کی حجت تم پر پوری ہو گئی**

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہمین اس نے قرآن جیسی نعمت دی اور اس کے ذریعہ توحید کا وارث بنایا اور مسیح موعود کی جماعت مین داخل کیا جن کے ذریعہ یہ دلائل روشن ہمین ملے ہین ہم کبھی تردید نہ کر سکتے اگر خدا تعالیٰ یہ سلسلہ قائم نکرتا۔

یسوع مسیح اور بشپ صاحب

لاہور پر ریویو

(نمبر ہفتم)

ہمارے ناظرین کو گذشتہ نمبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ بشپ صاحب لاہور نے اپنے مضمون میں جو دعوی یسوع مسیح کی نسبت کئے ہین وہ صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ پہر بشپ صاحب فرماتے ہین۔

قولہ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا جیساکہ بعضون کا غلط گمان ہے۔ وہ انجیل کیونکر لاسکتا تہا جبکہ اصل مین وہ خود انجیل یعنی خوشخبری تہا۔ وہ تو آیا اس لئے تہا کہ لوگ اس کے دیکھنے سے اس کی ذات پر غور کرین اور اسکی تعلیم اور طبیعت اور اعمال اور زندگی کے سارے واقعات بالخصوص اسکی محبت آمیز موت اور اسکے جلالی جی اُٹھنے پر دھیان کرنے سے خدائی کی بابت وہ سب کچہ معلوم کرلین جو انسان کو معلوم ہو سکتا ہے۔

اقول ہمین بشپ صاحب کی ضعیف الاعتقادی اور دانشمندی پر افسوس ہوتا ہے کہ وہ صرف الفاظ کے سلسلہ اور ترتیب کے خیال مین کچہ ایسے محو ہین کہ معانی اور مضمون سے انہین کچہ واسطہ نہین رہا۔ بشپ صاحب کا یہ خیال کہ یسوع مسیح کوئی انجیل نہین لایا فقرہ جیساکہ بعض کا غلط گمان ہے خود بخود باطل ہوا جاتا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد بھی رہا ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی انجیل کے ماننے والے موجود ہین اور انجیل موجودہ کے بعض مقامات بھی اس کی طرف رہنمائی کرتے ہین۔ بشپ صاحب کا اس اعتقاد کو غلط کہدینا ہی کافی دلیل اس بات کی نہین ہوسکتی کہ یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہ تھی کیونکہ اگر دلیل اسی کا نام ہے تو پہر ہماری رائے مین بشپ صاحب کو کوئی حق نہین ہے کہ وہ اپنے مخالف کے اعتراض کو محض اسی طرز بیان کی وجہ سے انکار کرین جبکہ وہ یہ کہدے کہ بشپ صاحب کا یہ غلط گمان ہے کہ یسوع مسیح کی اپنی کوئی انجیل نہ تھی۔

ہم بشپ صاحب کے اس قول ہی کو لیکر اسپر جائز نکتہ چینی کرنا چاہتے ہین اگر بقول بشپ صاحب یسوع مسیح کی کوئی انجیل نہین ہے تو پہر بتا لیا بشپ صاحب کو موجودہ مجموعہ اناجیل کے پیش کرنے سے شرم کرنی چاہیئے جیساکہ ان مین متضاد اور مخالف امور درج ہین اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ روحی سے لکہی گئی ہین یا روح القدس کی تائید سے قلمبند ہوئی ہین جیساکہ خود بشپ صاحب اپنے اسی مضمون مین یہ دعوی کرتے ہین اور حسب معمول اس کو اپنے سابقہ دعاوی کیطرح دلیل کا محتاج چھوڑ جاتے ہین پہر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ تعالے کی ماہیت اسیقدر ہے اور انسان اسیقدر معرفت خدا کی نسبت حاصل کر سکتا ہے جو **یسوع مسیح** کے دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے تو ایک آزاد خیال انسان کو شاید یہ کہنے کا کافی موقع حاصل ہے کہ یسوع مسیح دنیا مین نری دہریت پہیلانے آیا تہا کیونکہ یسوع کی زندگی مین کوئی کامل نمونہ ہمین نظر نہین آتا اور نہ حقیقتاً مین پایا جاتا ہے معرفت کے اصول یسوع کی زندگی مین تلاش کرنیوالے کو نہایت افسوس ہوگا جب وہ دیکہے گا کہ اسے اس قسم کا موقع ہی حاصل نہین ہے۔ والدین کی عزت و حرمت اور خدمتگذاری کا سبق یسوع کی زندگی مین کہان ملیگا جب وہ اپنی والدہ سے طریق ادب کو چھوڑ کر گفتگو کرتا پایا جاویگا ایک دوست حقوق دوستی پر یسوع کی صحبت مین رہ کر کوئی سبق نہین لے سکتا۔ غرض تمدن۔ معاشرت اور سیاست کے کسی شعبہ اور حصے مین اسکے نمونہ کو کامل نہ پائیگا ہم اسپر ضروری بحث کر آئے ہین۔ زیادہ کی اس مقام پر ضرورت نہین ہاں اسقدر کہنا ضروری ہے کہ بقول بشپ صاحب انسان خدا تعالی کے متعلق اگر یسوع ہی کے دیکھنے سے معرفت حاصل کرسکتا ہے اور معرفت اسی کا نام ہے تو پہر دہریت معلوم نہین کسکو کہتے ہین کیونکہ **یسوع مسیح** کی زندگی کا نظارہ تو یہ ہے کہ وہ معمولی بچون کیطرح خون حیض کہاکر پرورش پاتا رہا اور نو مہینے کے بعد معمولی طور پر عام بچون کی مانند روتا چلاتا ہوا پیدا ہوا اور پہر ایک گمنام زندگی بسر کرتا رہا۔ کبہی اخلاقی حالت کی کمزوری اور غیر محتاط طرز عمل سے اوستاد کے ہان سے عاق ہوا کبھی شیطان سے . . . آزمایا جاتا رہا آخر قصہ مختصر یہودیون کے ہاتھون سے پٹتا ہوا صلیب پر مارا گیا اور ملعون ہوکر ہاویہ مین رہا یہ نمونہ ہے خدا کا جو بشپ صاحب پیش کرنا چاہتے ہین اے تقدس مآب بشپ صاحب! کیا انسان کو خدا کی نسبت ایسی ہی معرفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا خدائی کے یہی صفات ہین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس یسوع مسیح کی تعلیم۔ اعمال۔ زندگی کے متعلق ہم پہلے بہت کچہ لکہہ آئے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔ ہان بشپ صاحب کے اس فقرہ پر کہ بالخصوص **اس کی محبت آمیز موت** پر کچہ عرض کرنے کی ضرورت ہے ہمین بشپ صاحب کے منصب کے لحاظ سے اس فقرہ کو پڑھکر سخت افسوس ہوا کہ اُس **خودکشی مین کونسی محبت پائی جاتی** ہے اول تو موجودہ انجیل کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح ہرگز ہرگز مرنا نہین چاہتا تہا چنانچہ ساری رات رو رو کر دعا مانگتا رہا۔ اور اس قدر اضطراب اور کمزوری کا دکہانا کہ ان لوگون سے دعا کی التجا کرتا ہے جن کو سست اعتقاد اور ضعیف الایمان کہتا ہے صاف کہے دیتا ہے کہ وہ اس موت سے جس کو بشپ صاحب **محبت آمیز** کہتے ہین لعنتی موت سمجہ کر بچنا چاہتے تھے اور بالفرض اگر مان بھی لین کہ وہ دل سے چاہتے تھے اور اصل غرض ان کی یہی تہی تو سمجہ مین نہین آسکتا کہ اس **موت** کو محبت سے کیا تعلق!

عیسائی مذہب مین محبت ایک لفظ ہے جو شاعرون کے معشوق کیطرح بالکل خیالی اور بے معنے ہے۔ ہم اس محبت آمیز موت کے معنے اسوقت سمجہ سکتے ہین کہ اگر کسی پادری صاحب کے سر مین درد ہو اور جناب تقدس مآب بشپ صاحب اپنے سر میں پتھر مارلین اور اس کا سر درد جاتا رہے اگر ایسا ممکن

(تو بشپ صاحب بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس محبت آمیز موت کا نتیجہ کیا ہے * ایڈیٹر)

میگزین

خدا کے فضل و کرم سے میگزین کا چوتھا نمبر اور اردو میگزین کا دوسرا نمبر بھی اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو گیا ہے یہ امر کہ ہر دوسرا نمبر پہلے سے زیادہ شان اور آب و تاب سے شائع ہوا ہے میگزین کے پڑھنے والوں کو خوب معلوم ہے میگزین کے سرمایہ اور قواعد کے متعلق چند روز ہوئے ہیں مولانا مولوی محمد علی صاحب نے ایک سرکلر حصہ داران میگزین کے نام ارسال کیا ہے اور ہمیں امید ہوتی ہے کہ الحکم کے اس نمبر کے پہونچنے تک وہ چٹھی حصہ داران کے پاس پہنچ چکی ہوگی اور انکو کسیقدر غور و تامل کا موقع مل گیا ہوگا۔ غالبًا یہ امر بادی النظر میں موزون سمجھا جاوے کہ ہم اپنی رائے ایسی طریق پر پیش کرتے جو اس چٹھی میں چاہا گیا ہے لیکن ہمارے ناظرین اور انجمن اشاعت اسلام کے مینیجنگ ڈائرکٹر صاحب ہمیں معذور سمجھینگے اگر ہم اپنی رائے بذریعہ الحکم شائع کرنے پر مجبور ہوں بات یہ ہے کہ الحکم احمدی قوم کا آرگن تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس لئے الحکم کا فرض ہے کہ جیسے وہ اپنے سید و مولا و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات یا بزرگان ملت کے مواعظ و ملفوظات کو شائع کرتا ہے اور ہر پیش آمدہ موقع پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پولٹیکل حقوق کی حفاظت کرنے کی سعی کرتا ہے اسی طرح ان ضروری امور پر جن کا تعلق قوم سے ہو اور جنکا اثر سلسلہ عالیہ پر پڑتا ہو انپر مناسب وقت نوٹ لکھکر قوم کو توجہ دلائے یہی وجہ ہے کہ میگزین کے متعلق بذریعہ الحکم ہمکو اپنی رائے کے اظہار کی ضرورت ہوئی ہے۔

میگزین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم مقاصد میں سے ایک ضروری اور اشد ضروری مقصد ہے جو ہمارے سید و مولا **امام** کی رسالت کے ساتھ وابستہ ہے غیر قوموں میں (جنکی زبان انگریزی) ہے تبلیغ کا اکیلا ذریعہ میگزین ہے اس لئے اس کی ضرورت پر ہمکو کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں میگزین کا سرمایہ تجارتی اور خیراتی حصص کی طرز پر بہم پہونچایا جاتا ہے اور تجارتی شاخ ہی ایک ایسی شاخ ہے جس کے لئے آئے دن اس قواعد کی ترتیب و ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے اور حقیقت میں **تجارتی شاخ** احمدی سلسلہ میں ہو کر تقاضا کرتی ہے کہ تمام سوسائٹیوں اور مجلسوں سے بہت کچھ بڑھکر احتیاط سے اس کی نگہداشت اور حفاظت کیجاوے اور اس لئے ان لوگوں کو (جنکا بہت بڑا تعلق رسالہ سے ہے خواہ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف سے یا اس کے انتظامی حصہ سے) اپنے بیش قیمت وقت کا بہت بڑا حصہ ان امور کے لئے دینا پڑتا ہے۔

تجارتی طریق معیوب تو نہیں کہا جا سکتا بلکہ ایک پہلو سے مستحسن سمجھا جا سکتا ہے کہ قوم میں متفق ہو کر کام کرنیکی روح پیدا ہوتی ہے لیکن **خیراتی** طریق میگزین کے بہت ہی حسب حال ہے۔ ہم اسوقت بہت ہی خوش ہوئے تھے جب ہمارے مخدوم مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب اک بمبئی ہوس لاہور نے میگزین کے چلانے کے لئے خیراتی طرز کو پیش کیا تھا اور نہ صرف پیش بلکہ پچاس حصص خرید بھی کئے تھے مگر بعد میں بعض مصالح کے لحاظ سے اس کی دو شاخیں کر دینی پڑیں یعنی تجارتی اور خیراتی۔ ہمارا شروع سے خیال تھا کہ اس کو **خیراتی** طرز پر چلایا جاوے اور قوم کے باہمت افراد سے تین ہزار روپیہ سالانہ کی اپیل کیجاوے تین سال تک کے لئے اور ہمیں امید تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی قوم اس میدان میں بھی پیچھے نہ ہٹتی۔ کیونکہ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے سرمایہ کو خیراتی رکھا ہوا ہے

مختصر یہ کہ اب چونکہ قواعد میں ترمیم و اصلاح کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے اس موقع پر ہم اگر اپنی عاجزانہ رائے کو نیک نیتی سے پیش کر دیں تو کچھ حرج نہیں ممکن ہے کہ اس سے کوئی مفید بات پیدا ہو سکے اور گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے۔ کا ہی معاملہ ہو چکا ہماری رائے میں میگزین کی **خیراتی**

شاخ کو وسیع کیا جاوے اور کوشش کی جاوے کہ کم از کم اڑہائی سو **آدمی** ایسے قائم ہو جاوین جو عہ سالانہ میگزین کے لئے چندہ دین۔ اور اسطرح پر میگزین کے موجودہ خیراتی حصص اور خریداروں کی تعداد ملاکر ہم امید کر سکتے ہیں کہ میگزین نہایت ہی خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے اور اگر قوم توجہ کرے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

ہم نہایت خوشی سے ایسی تحریروں کو الحکم میں شائع کر دینگے جو اس رائے کی تائید میں ہمارے پاس بھیجی جاوینگی اس تجویز کے ساتھ اگر ہم اردو میگزین کے متعلق بھی اپنی رائے پیش کر دیں تو بے محل نہ ہوگی مگر یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اردو میگزین کے متعلق جو کچھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں وہ مشروط ہے مندرجہ بالا تجویز کی پختہ اور قائم ہو جانے کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ حقیقت میں ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ احمدی قوم ایک ہی زبان کے ایک سے زیادہ اخبارات کو چلا سکے اگرچہ وہ وقت آتا ہے کہ خدا چاہے تو ایک زبان میں اس کے متعدد اخبار ہونگے لیکن اسوقت جب کہ مختلف قسم کے چندوں کا بوجھ جماعت پر ہے اور خدا کا فضل ہے کہ باوجود اس قدر بوجھ کے وہ ہر نئی ضرورت پر نئے ایمان اور نئے جوش سے من انصاری الی اللہ کی صدا سنکر۔ نحن انصار اللہ کہنے کے لئے طیار ہوتی ہے۔ ایک سے زیادہ اردو زبان کے جریدہ کی ضروریات کا پورا ہونا کسیقدر مشکل ہے۔ اور جبکہ سب سے پہلے **خادم قوم الحکم** کی اشاعت ابھی تک سات سو بھی نہیں ہوئی اور آئے دن مالی مشکلات کی تکالیف ہوتی ہے تو دوسرے کسی اخبار

کا اجرا قومی مقاصد کی راہ مین اخباری حیثیت سے ضرر رسان سمجھا سکتا ہے اور قوم پر ایک جدید بوجھ۔ لیکن **اردو میگزین** کا اجرا جس غرض اور مقصد کو مدّ نظر رکھکر کیا گیا ہے وہ **انگریزی میگزین** کی بقا اور استحکام کے اسباب مین سے ایک سبب سمجھکر کیا گیا ہے گو یقیناً نہ سہی لیکن ہم اپنے قیاس سے کہہ سکتے ہین کہ اگر **انگریزی میگزین** کے استحکام اور استقلال کے لئے مندرجہ بالا صورت قائم ہوجاوے تو اردو میگزین کے مضامین الحکم ہی کے ذریعہ قوم کو ملسکتے ہین اور ان زائد مصارف سے جو اسوقت لازماً اٹھانے پڑتے ہین قوم بچ سکتی ہے اور **انگریزی میگزین** کی اشاعت کی اصل غرض پوری آزادی سے پوری ہوسکتی ہے اس لئے ہم اپنی رائے اسوقت عام غور کے لئے بذریعہ الحکم شائع کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ تمام لوگ جو میگزین کے حصون کے خریدار ہین اسپر پوری فکر کرینگے اور ایسا ہی انجمن اشاعت اسلام قادیان کے کارکن اصحاب کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر وہ انگریزی میگزین کے استحکام کی اسصورت مین فکر کرین اور خدا چاہے انہیں کامیابی ہوجاوے تو وہ اردو میگزین کی اشاعت کا ذریعہ الحکم کو قرار دین اس سے کئی فائدہ ہونگے اردو میگزین کے اجرا کی اصل غرض پوری ہوجاویگی اس کے ساتھ ہی الحکم کی خدمات کا میدان وسیع ہونے کے ساتھ اس کے استحکام کا رنگ اور صورت نکل آویگی اور قوم مزید مصارف سے بچیگی

بہرحال یہ ہماری ذاتی رائے ہے جسکو ہم نے نہایت نیک نیتی کے ساتھ قوم کی خدمت مین پیش کیا ہے اسپر غور کرنا اور عمل کرنا قوم کے ہاتھ مین ہے - مرا دما نصیحت بود کردیم

تعمیر دفتر الحکم اور سرپرستان الحکم

میرے لئے یہ امر کس قدر مسرت اور فخر کا موجب ہوسکتا ہے جب مین یہ دیکھتا ہون کہ الحکم کے سرپرست الحکم کی خدمات کی سچے دل سے قدر کرتے ہین اور یہی ایک امر ہمارے سید و مولا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ٹھہر سکتا ہے بشرطیکہ سعادتمند غور کرنیوالا ہو - کیونکہ کسی قوم مین سچی شکر گزاری اور احسان شناسی کی حالت پیدا نہین ہوسکتی جب تک اس کا سچا تعلق خدا تعالےٰ سے نہ ہو جیسا کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ سے پایا جاتا ہے پس جب ایک قوم اپنے ایک خادم کی خدمات کا شکر گزاری کے ساتھ اعتراف کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قوم مین خدا شناسی کی روح نفخ ہوچکی ہے چنانچہ الحکم کے دفتر کی تعمیر کے متعلق جو عرضداشت مین نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین شائع کی تھی اسپر سرپرستان الحکم نے توجہ کرنی شروع کردی ہے اور مجھے یقین ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے **محبوب الحکم** کی عرضداشت پر پوری توجہ کرینگے -

مین جیسا کہ وعدہ کر چکا ہون الحکم مین ان تمام معاونین کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہونگا جو اس سلسلہ تعمیر دفتر الحکم مین میرے مددگار ہونگے - چنانچہ آج مین چند احباب کے نام شائع کرتا ہون

اول - سب سے اول مین جناب چودہری غلام احمد صاحب بی - اے - انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت کا نام درج کرتا ہون چودہری صاحب موصوف نے جس رقت اور شوق سے خط لکھا ہے وہ اس قابل تھا کہ سارا درج کیا جاتا مگر عدم گنجائش کی وجہ سے مین ایسا کرنے سے قاصر ہون چودہری صاحب نے ان تمام مدّون مین جو دفتر الحکم کی تعمیر کے لئے پیش کی گئی تھین شریک ہونا چاہا ہے چنانچہ انہون نے ایک **جدید** خریدار بھی پیشگی قیمت دینے والا عطا فرمایا باوجودیکہ اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہین اور آئندہ اور بہم پہونچانے کا وعدہ کرتے ہین مطبع کی **کتابون** مین سے بعض خرید کی ہین اور پانچ روپیہ بطور پیشگی بھی بھیجدے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا ہمین امید ہے کہ الحکم کے سرپرست چودہری صاحب کے اس کار خیر کی تقلید بہت جلد کرینگے -

دوم - اس کے بعد مین میرٹھ کے خریداران الحکم کی گرانقدر امداد کی رسید دیتا ہون

ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب ۵ امدادی
منشی عبد الرشید صاحب ۵ قیمت پیشگی الحکم
ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب ۵ امدادی

اپنے رنگ مین ماسٹر محمد عبد العزیز صاحب اور ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب کی امداد سب سے پہلے اور بہت ہی گرانقدر ہے یعنے جیسا کہ الحکم مین لکھا تھا کہ اگر مین محض امدادی رقوم طلب کرتا تو الحکم کے پڑھنے والے قدردان امدادی چندہ کے لئے طیار ہوجاتے - لیکن میرے لئے یہ امر بہت ہی مسرت کا ہے کہ باوجودیکہ مین نے پیشگی قیمت مانگی تھی یا جدید خریداران کے پیدا کرنے یا خرید کتب کے ذریعہ امداد کی درخواست کی تھی لیکن میرے میرٹھ کے سرپرستان الحکم نے امدادی چندہ بھیجکر ایک اور نظیر قائم کردی ہے - گویا وہ عملی طور پر اس تحریک کے بانی ہوئے ہین اللہ تعالےٰ انہین جزائے خیر دے **پھر لودیانہ** مین لودیانہ کے خریداران الحکم کا شکر گزار ہون جنہون نے اپنے خط کے ذریعہ ان تجاویز پر عمل کرنیکی مجھے اطلاع دی اور ان مین سے حاجی عمر الدین صاحب نے پیشگی قیمت دینے کے علاوہ بذریعہ خرید کتب بھی مدد دی - پھر مین الحکم کے ایک خاص معاون شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کا شکر گزار ہون جنہون نے بذریعہ خط بہت جلد ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا پھر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کی مہربانی کا شاکر ہون جنہون نے جہلم واپس جاکر میری پیش کردہ تجاویز کو عملی صورت مین لانے کا وعدہ فرمایا

مین امید کرتا ہون کہ دوسرے

اس نیک کام مین شریک ہو کر اور ... بھی مدد دی - خاکسار ایڈیٹر

[illegible]

رقیمۃ الوداد نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلّیاً

ایہا الاحباب رؤساء امروہہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خاکسار بذریعہ عریضہ ہذا کے آپ کیخدمات عالیہ مین حاضر ہوکر گذارش کرتا ہے کہ خاکسار نے ایک خط موسومہ قاضی سید آل محمد صاحب محلہ دربار کلان امروہہ۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۷-مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع کراکر چھبیس چھبیس پرچہ اوسکے امروہہ مین شایع کیئے تھے اور تخمیناً ۵۰۰ عدد پرچہ دیگر بلاد ہندوستان وغیرہ مین بھی روانہ کیا گیا تھا جس مین مولوی احمد حسن صاحب مدرس امروہہ سے اور جو ان کا ہم مشرب ہو کوئی ہو اور کہین ہو کائنا من کان وحیث ماکان مطالبہ جواب کیا گیا تھا۔ اس خط مین دلایل عشرہ کتاب و سنت سے حیات مزعومہ حضرت عیسے کی ابطال کی گئی تھی اور وفات ان کی حیز ثبوت کو پہونچائی گئی تھی۔ اور ثانیاً تفسیر اعجاز المسیح جو حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب کے مقابلہ مین متحدیانہ لکھے تھے جس کو مدت دراز گذر گئی اور ان سے اسکا جواب آجتک نہین بن پڑا۔ مدرس صاحب امروہہ سے بھی اوسکے جواب کا مطالبہ حسب شرایط مفید طرفین کیا گیا تھا اور معاہدہ سابقہ مہر علیشاہ کی تجدید کرکر دار مدار صدق وکذب فریقین کا اسی مقابلہ تفسیر نویسی کو مجدداً قرار دیا گیا تھا اور ثالثاً حسب درخواست مدرس صاحب موصوف کے جو وعظون مین بر ملا مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہین عبارت مفیدہ فریقین مباہلہ کیلئے اس غرض سے تحریر کردی تھی کہ فریقین کے دستخط ہوکر دنیا مین شایع ہو جاوی اور کل صرفہ طبع کا حضرت اقدس کے ذمہ رہے گا اور اتماماً للحجۃ آخر خط مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد نہ ہون تو آپ اپنے دعاوی مباہلہ و مناظرہ وغیرہ مین جو اپنے وعظو نمین بیان کرتے ہین محض خلاف گو ہین۔ یہ خط مذکورہ اغلب ہے کہ آپ صاحبون نے مطالعہ فرمایا ہوگا اور جن صاحبنے مطالعہ نہ فرمایا ہو وہ صاحب قاضی آل محمد صاحب موصوف سے بالفعل لیکر مطالعہ فرمالیوے اب گذارش بطور اپیل کے آپ کی خدمات میں یہ ہے کہ اس خط کا جواب آج تک جسکو عرصہ زائد ایک ماہ کا منقضی ہوچکا مدرس صاحب نے بشرایط مندرجہ عنایت نہین فرمایا اور نہ کسی اور صاحب نے جو ان کا ہمخیال ہو اس خط کا جواب لکھا۔ چونکہ مدرس صاحب کو انتہا درجہ کا جوش وخروش٭٭ اسوقت تھا لہذا مجھکو بڑی امید تھی کہ جواب خط مذکور کا ضرور مرحمت ہوگا اور یہ خیال تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس خط و کتابت سے حق اور باطل اہل بصیرت پر امروہہ مین بھی منکشف ہو جاوے گا۔ مگر بالآخر معلوم ہوا کہ بحکم جولۃ الباطل ساعۃ وجولۃ الحق الی الساعہ کے مدرس صاحب کیطرف سے اب محض سکوت ہی سکوت ہے شاید انہون نے اس سکوت مین یہ مصلحت سمجھی ہے کہ ایک چپ سو کو ہراوے جو مثل مشہور ہے اللہ اکبر ایسا عظیم الشان مسئلہ جس مین ہماری تکفیر کی گئی۔ نماز ہمارے امامت مین پیچھے پڑھنی جائز نہین وغیرہ وغیرہ اور اب ادلہ قاہرہ پیش ہونے پر یہ سکوت۔ حضرت مین ان سب پیچون کو جانتا ہون جو ایسے سکوت مین دانشمند دنیا کو ہوا کرتے ہین بقول شاعر ؎

بطبعم ہیچ مضمون بزلب بستن نمی آید
خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمی آید

مگر یہ تو فرمائے کہ شریعت اسلام نے بعض مواقع معلومہ مین سکوت کو بھی قائم مقام رضا کے گردانا ہے۔ جس کی وجہ سے خاکسار تو سمجھ گیا ہے کہ مدرس صاحب کا دل ہمارے ادلہ قاہرہ کو مان گیا گو بپاس و لحاظ شرم وحیا زبان پر نہ لاسکین کیونکہ الخاموشی نیم رضا گو الف لام کے ساتھ باعتبار ترکیب لفظی غلط ہو۔ مگر مضمون تو اسکا ہر ایک اہل عقل کو مسلم ہے۔ اب مجھکو محرک مطالبہ جواب کے لیئے یہ امر ہوا ہے کہ بلاد ہندوستان اور نیز خود امروہہ سے بعض احباب کے خطوط متواتر بنا بر مطالبہ جواب آرہے ہین کہ مدرس صاحب سے یا تو مضمون خط کی تصدیق کرائی جاوے یا تکذیب اور تکذیب ہو تو مع دلائل کے ہو اور دونون صورتون مین جواب مطبوعہ ہو تاکہ فایدہ اوسکا عام ہو جاوے لہذا آپ کی خدمات عالیہ مین بطور اپیل کے تصدعہ دیا جاتا ہے کہ ازراہ عنایت اور حمایت دین اسلام کے جو ہر اہل اسلام پر فرض وواجب ہے مدرس صاحب سے خط مذکورہ کا جواب بشرایط مطبوعہ اندر میعاد مناسب مثلاً پندرہ روز مین لیکر خاکسار کے پاس روانہ فرمادیا جاوے اور اگر اس خط مذکورہ کا جواب ان سے نہین ہو سکتا تو لیجیئے اور چند سطور ذیل مین پیش کی جاتی ہین انہین کا جواب مرحمت ہو۔

٭٭ جوش وخروش باطل کا ایک ساعت بھر ہی ہوا کرتا ہے لیکن امر حق مین جوش کرنا تو قیامت تک باقی رہتا ہے۔

اور مدرس صاحب کو اجازت دیجاتی ہے کہ اگر جواب ان چند سطور کا دینا ان پر دشوار اور مشکل ہو تو دیگر علما اپنے موافقین کو بھی اپنا معاون فرما لیوین ہماری اجازت ہے کیونکہ اس تعاون مین کوئی ہرج ہمارا نہین بلکہ امر حق تو ظاہر ہو جاویگا اور اگر آپ کہین کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت مین بہت کتابین چھپ چکی ہین تو گذارش ہے کہ انہین کتابون مین سے نکال کر جواب عنایت ہو۔ لیکن اگر ان چند سطور کا جواب بھی اندر میعاد مذکورہ کے مرحمت نہ ہوا تو خاکسار آپ ہی سے دریافت کرتا ہے کہ بحکم الانصاف احسن الاوصاف آپ اتنا تو فرما دیوین کہ پھر یہ سکوت مدرس صاحب کا اسی سکوت مین کیون داخل نہ کیا جاویگا جس کو شریعت اسلام نے قایم مقام رضا کے گردانا ہے بینوا توجروا۔

جواب طلب قلم اول لفظ توفی کا وہ محاورہ جو فلما توفیتنی مین باب تفعل سے آیا ہے یعنی اللہ تعالے کیطرف اس کی اسناد ہو اور انسان اوسکا مفعول بہ واقع ہوا ہو جیسا کہ توفاہ اللہ ہے سوائے قبض روح کے کسی اور معنی مین بھی آیا ہے یا نہین۔ بصورت اول۔ شاہد اس کا خواہ قرآن مجید سے ہو یا احادیث صحیحہ سے یا محاورات عرب یا کتب لغات عرب سے مع حوالہ کتاب تحریر فرمایا جاوے۔ مگر اقوال تفسیری جو اسی آیت کی ذیل مین لکھے گئے ہین وہ قابل استدلال کے نہین ہو سکتے کیونکہ یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہوا جاتا ہے یعنی وہی دعوے اور وہی دلیل حالانکہ اثبات دعوے مین شاہد اور دلیل کا بجز دعوے کے ہونا ضروری ہے۔

جواب طلب قلم دوم۔ ایسا محاورہ جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ مین حضرت عیسے کی نسبت فرمایا گیا ہے یعنی حرف الے رفع کے صلہ مین موجود ہو اور اللہ تعالیٰ کیطرف کسی انسان کا رفع بیان کیا جاوے تو ایسے محاورہ سے جسم کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف مراد ہوا ور مقرب کرنا جو رفع روحانی ہے مراد نہ ہوا سکا جواب بھی بحوالہ کذا یہ دیا جاوے۔

قلم سوم۔ اللہ تعالے نے جبکہ حضرت عیسے سے مطالبہ کیا یا بموجب قول مخالفین کے قیامت مین کریگا کہ

اانت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ۔[۱] تب حضرت عیسے کا جواب اس مطالبہ کے بارہ مین یہ ہوا ہے یا ہوگا کہ کنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم[۲] اس جواب مین حضرت عیسے نے اپنی دو حالتون کا صرف ذکر کیا ہے اول تو اپنی قوم مین زندہ موجود رہنے کی حالت بیان کی جو مادمت فیہم مین ہے دوسرے اپنی وفات کے بعد کا زمانہ جو فلما توفیتنی مین ہے۔ اور یہ جواب ان کا جناب باری مین مقبول بھی ہو چکا ہے کیونکہ جناب باری کی طرف سے کوئی جرح اسپر نہین کیا گیا پس اگر حضرت عیسے بموجب آپ کے اعتقاد کے آسمان پر زندہ ہین جسکو عرصہ دو ہزار برس کا تخمیناً ہو گیا۔ پھر اس جواب مین اس زمانہ کا تذکرہ کیون نہین کیا گیا حالانکہ عقاید شرکیہ اور اتخاذ النصارے کا اسی زمانہ دو ہزار برس مین وقوع مین آچکا ہے اور انہون نے حضرت عیسے اور ان کی ماں کو اسی زمانہ مین معبود اور الہ پکڑ لیا ہے اور اسیوجہ سے قرآن مجید جابجا نصارے کے ان عقاید شرکیہ کو رد فرما رہا ہے۔ پس اندرینصورت جواب حضرت عیسے کا بالکل ناقص رہا جاتا ہے جو قابل پذیرائی جناب باری مین ہرگز نہین ہو سکتا اور مزید اسپر یہ ہے کہ بموجب آپ کے اعتقاد کے جب وہ نازل ہونگے تو تمام عیسائیون کو بچشم خود مشرک دیکھ لیوینگے تو پھر یہ جواب حضرت عیسے کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ سارے تو میری وفات کے بعد مشرک ہوئے تھے اور مین ان کا رقیب و نگہبان نہین تھا پس مین بری الذمہ ہون یہ جواب تو بالکل دروغ اور کذب ہے آپ کے اعتقاد کے بموجب یا تو اللہ کو نعوذ باللہ اس زمانہ دو ہزار برس کی نسبت دھوکہ ہو گیا اور یا قرآن مجید جو باآواز بلند عیسائیون کو مشرک قرار دے رہا ہے وہ سب کا سب غلط ہو گیا دنعوذ باللہ منہ لہذا آپ پر فرض و واجب ہے کہ یا تو ان آیتون متضمن سوال وجواب کی توفیق و تطبیق فرما دیجیئے یا ایسے عقیدہ سے توبہ کیجئے جس سے ایسے مفاسد کلام پاک الٰہی مین لازم آتے ہین۔

قلم چہارم جواب طلب ضروری آنحضرت حضرت عیسے کی وفات ادلہ اربعہ شرعیہ سے ثابت ہے اما الکتاب پس واضح ہو کہ قرآن مجید کی تیس آیتون سے حضرت عیسے کی وفات ثابت ہوتی ہے منجملہ انکے ایک آیت یہاں پر ذکر کیجاتی ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم

آخر تک۔ حضرت عیسے کا فریقین کے نزدیک رسول ہونا تو مسلم ہے۔ کیونکہ قرآن مجید مین متعدد جگہ انکو رسول فرمایا گیا ہے پس وہ بالضرور بلفظ الرسل

[۱] اے عیسے لوگون سے کیا تو نے کہدیا تھا کہ سوائے اللہ کے مجھکو اور میری ماں کو معبود بنا لیجیو۔

[۲] مین اپنی نگہبان تھا جبتک مین ان مین زندہ رہا اور جب تو نے مجھکو وفات دیدی تو تو ہی انکا نگہبان رہا۔

مین داخل ہین خصوصاً جبکہ الف لام کا لحاظ بھی کیا جاوے - اور خلت کے معنے بجز مضت کے یہان پر اور کچھ ہو نہین سکتے - کما قال تعالےٰ [1] تلک امة قد خلت - ایضا اتعدانني ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی - ایضا قال الشاعر

این القرون الخالیه
کہان ہین تمام امتین جو گذر چکی ہین
بانوا قصورا عالیه
جنہون نے بڑے بڑے محل بنائے تھے -

علاوہ یہ کہ آیت ما نحن فیہ مین تو خود اللہ تعالےٰ نے بطور تفسیر لفظ خلت کی ارشاد فرمادیا ہے افان مات او قتل اس سے ثابت ہے کہ گذر جانے کی دو ہی صورتین ہین یا تو موت طبعی سے فوت ہو جانا اور یا بذریعہ قتل کے مرجانا - مگر آسمان پر چڑھ جانا خلت کے معنے کہین نہین آئے اور یہی محاورہ اردو و فارسی مین بھی موجود ہے کہ فلان آدمی دنیا سے گذر گیا - یعنے مرگیا - شیخ سعدی ایک جگہ فرماتے ہین - [2] پدر چون دور عمرش منقضی گشت مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت پس علاوہ آیت فلما توفیتنی کے یہ آیت بھی حضرت عیسے کی موت پر دلالت صریحہ کر رہی کیونکہ لفظ الرسل جمع صیغہ عموم سے اوسکا کوئی مخصص یہان پر موجود نہین اور نہ حضرت عیسے کا استثنا یہان پر مذکور ہے - تفاسیر مین بھی لفظ الرسل کو عام قرار دیا ہے چنانچہ حاشیہ بیضاوی وغیرہ مین لکھا ہے لیس رسولنا صلعم مستثنیٰ اعن الهلاك والموت كسائر الرسل ويخلوا كما خلوا -

واما اجماع الصحابه - پس دیکھو صفحہ ۶۴۰ صحیح بخاری اور اس کی شروح کو اور نیز دیگر کتب سیر معتبرہ مثل ملل و نحل شہرستانی وغیرہ کو ہم اس جگہ پر ماحصل قصہ وفات آنحضرت صلعم کا بقدر حاجت کے صحیح بخاری وغیرہ سے اردو مین لکھتے ہین اگر کسی کو اس ماحصل قصہ وفات مین شک ہو تو وہ بخاری اور اسکی شروح کا مطالعہ کرے وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کا حادثہ وفات واقعہ ہوا تو بروز وفات یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت عمر لوگون سے کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت صلعم فوت ہوگئے تو مین اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دونگا آنحضرت صلعم فوت نہین ہوئے ہین بلکہ آپ کا رفع ہوا ہے جیسا کہ عیسے بن مریم رفع کئے گئے ہین - یہ عبارت ملل و نحل شہرستانی کی ہے) جو اپنے فن کا ایک بڑا امام ہے - تب حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ تو جاو کیا کہتے ہو مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھنا شروع کیا تب لوگ ابوبکر کیطرف متوجہ ہوگئے اور عمر کو چھوڑ دیا ابوبکر نے کہا کہ بعد حمد و صلواۃ کے واضح ہو کہ جو شخص تم مین سے محمد صلعم کی پرستش کرتا تھا تو جان لے کہ محمد صلعم تو فوت ہوچکے اور جو تم مین سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے - تو بیشک اللہ تعالےٰ زندہ ہے جو کبھی نہین مریگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ نہین ہین محمد مگر ایک رسول اور ان سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہین یہ آیت حضرت ابوبکر نے کلمہ الشاکرین تک پڑھی اور آیت انک [3] میت وانہم میتون بھی پڑھی غرضکہ اس طرح سے تمام رسولون گذشتہ کی وفات ثابت کرکر حضرت صلعم کی وفات ثابت کی اور پہ کہ راوی کہتا ہے کہ قسم ہے اسکی کہ لوگ اس آیت سے بے خبر تھے - یعنی ان کو اس آیت سے ذہول ہوگیا تھا - کہ یہ آیت بھی اللہ تعالےٰ نے قرآن مین نازل کی ہے اور ابوبکر کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگا پس اس آیت کو کل صحابہ نے ابوبکر سے سیکھ لیا اور کوئی صحابی یا غیر صحابی باقی نہ رہا جو اس آیت کو پڑھتا نہ پھرتا ہو انتہی موضع الحاجت یہ خلاصہ اور ماحصل ہے مختصراً اس عبارت کا جو صحیح بخاری اور اس کی شروح اور ملل و نحل شہرستانی مین موجود ہے اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ جو کوئی کہے گا کہ حضرت صلعم وفات پاگئے تو مین اسکو اپنی تلوار سے قتل کر دونگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے حادثہ جانگزا کے وقت اونکا خیال وہمیا شاید اسطرف گیا ہو کہ بعض پیشین گوئیونکا پورا ہونا آنحضرت صلعم کی حیات ہی مین ضروری سمجھے ہونگے لہذا انکا اجتہاد اسطرف گیا کہ جب تک وہ پیشین گوئیان پوری نہ ہولین تب تک حضرت صلعم کی وفات نہین ہوسکتی لہذا اس اجتہاد سے جو ایسی مصیبت کے وقت کیا گیا - انہون نے آنحضرت صلعم کی حیات کو ایمانیات سے یقین کرلیا اور قول وفات آنحضرت کو ارتداد خیال کیا جو قتل کرنے کے لیے جوش مین آکر فرمادیا - اس قصہ وفات سے یہان پر ہم چند امور اور بھی بیان کرتے ہین اولاً یہ کہ باقی صحابی اس اجماع کے

[1] وہ ایک امت ہے جو گذر چکی - کیا تم دونون مجھکو وعدہ دیتے ہو کہ مین پھر زندہ ہوکر نکلونگا حالانکہ مجھسے پہلے کی تمام امتین گذر چکی ہین
[2] ہمارے رسول صلعم موت سے جدا نہین ہوسکتے جیسے تمام رسول گذر چکے اوسی طرح یہ بھی گذر جاوینگے بیشک تو بھی مرنیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے ہین

خلیفہ بلافصل و اول الخلفا یعنی حضرت صدیق اکبر ہین - اور ایک عظیم الشان رجل یعنی خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم سے بحث مباحثہ ہوکر یہ اجماع منعقد ہوا ہے پس اس اجماع کا مکذب یا منکر جو کوئی ہو اسکا حال آپ لوگون سے ہی استفسار طلب ہے اور فرجع القوم الی قولہ طلوعن

ثانیاً واضح ہو کہ یہ ایسا اجماع ہے جس سے کوئی متنفس صحابہ مین سے خارج نہین رہا کیونکہ صحیح بخاری مین جملہ فتلقاہا الناس کلھم موجود ہے - اور نیز جملہ

فما سمع بشر من الناس الا یتلوہا

بھی مذکور ہے جو بطور نفی و اثبات استثنائی کے حصر کیا گیا ہے خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ ایسے حادثہ وفات خاتم النبیین صلعم کے وقت کونسا ایسا صحابی ہوگا جو حاضر نہ ہوا ہو اور پھر اسپر علاوہ یہ کہ قصہ تیاری جیش اسامہ کا بھی وقت وفات کے درپیش تھا -

ثالثاً - یہ کہ یہ اجماع تمام اجماعون سے مقدم منعقد ہوا ہے حتی کہ خلافت راشدہ کے اجماع سے بھی مقدم ہے لہذا بڑی حجت ہے

رابعاً - یہ کہ صحابہ کرام حضرت عمر وغیرہ بسبب اس حادثہ وفات کے جو ایک غم جانکاہ تھا قریب تھا کہ اپنے ہوش و حواس کو کھو دیوین انکو بذریعہ اس خطبہ عظیم الشان کے حضرت خلیفہ بلافصل نے تعزیت کی اور انکو اس وقت صبر ہوا کہ جب تمام رسولونکا فوت ہو جانا ان کو متیقن ہو گیا اگر منجملہ رسولونکے ایک رسول کی حیات بھی اونکے ذہنون مین باقی رہتی تو پھر ان کو اپنے رسول خاتم النبیین کے فوت ہو جانے سے صبر کا آجانا بڑا ہی دشوار ہوتا چنانچہ حضرت حسان نے جو آنحضرت صلعم کی وفات مین مرثیہ پڑھا ہے اسکا ایک شعر یہ ہے ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

یعنی تو میری آنکھ کی روشنی کے لیے پتلی تھی - اب تو میری آنکھ اندھی ہو گئی - اب تیرے مرنے کے بعد سب ہی کا مر جانا چاہیئے - جو زندہ بھی ہو وہ بھی مر جاوے مین تو تیری موت ہی کا خوف و حذر کرتا تھا مگر کسی نے حضرت ابوبکر صدیق کے استدلال قطعی کے روبرو دم نہ مارا اور سب نے اپنی گردنین کتاب اللہ کے روبرو جھکا دین اگر حضرت عیسےٰ اس استدلال خلیفہ بلافصل سے مستثنیٰ ہوتے تو پھر استدلال صدیقی کو کیونکر صحابہ سب کے سب تسلیم کر لیتے یہ خطبہ صدیقی کیا تھا ایک تعزیت نامہ تھا کل صحابہ ور حضرت عمرؓ کے لیے جیسا کہ ہمارے یہان بھی تعزیت مین ایسے الفاظ کہنے کی رسم ہے یعنی جب کوئی عزیز و قریب کسی کا مر جاتا ہے تو اہل میت کو ایسے ہی فقرات تسلی آمیز سے مخاطب کر کر تعزیت کیجاتی ہے کہ بھائی اب صبر کرو دیکھو تمام گذشتہ اکابر اولیا و انبیاء و مرسلین گذر گئے یہ راہ سب کو طے کرنا ہے وغیرہ وغیرہ اور اللہ تعالےٰ نے جو اس تعزیت کا کرنے والا حضرت صدیق اکبر کو گردانا اس مین ایک اشارہ لطیف یہ بھی تھا کہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر ہی ہونگے کیونکہ تسلی اور تسکین دینے والا جملہ حادثات اسلام مین امیر المومنین اور خلیفہ ہی ہوا کرتا ہے -

خامساً - ہم یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اس اجماع کے مقدم ہونے مین تمام اجماعون سے حتی کہ اجماع خلافت سے بھی سر الٰہی یہ تھا کہ چونکہ خلافت راشدہ نبوت خاتم النبیین کی متفرع ہے ختمیت نبوت آنحضرت صلعم پر اور درجہ خلافت راشدہ کا ختمیت نبوت آنحضرت صلعم سے نمبر دوم پر واقع ہوا ہے لہذا حکمت الٰہی اس امر کے لیے مقتضی ہوئی کہ سب سے اول جو اجماع منعقد ہو وہ ختمیت نبوت پر ہو یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ مین اب کوئی نبی نیا یا پرانا زندہ موجود نہین اور تمام سلاسل نبوتون نبی اسرائیل کے ہمارے حضرت صلعم پر ختم ہو چکے اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بلکہ خلافت کے بھی نہین آسکتا کہ انہم[1] لا یرجعون قول الٰہی ہے -

سادساً - عرض ہے کہ بعد وقوع اس اجماع ختم نبوت کے دوسرے درجہ مین انعقاد اجماع کا خلافت راشدہ کے لیے ہوا کیونکہ خلافت راشدہ فرع نبوت کی تھی اس اجماع مین کسی طرح کا انتظار عیسےٰ یا موسےٰ کے نزول کا نہین کیا گیا بلکہ امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع فوراً واقع ہو گیا اگر کوئی صاحب کسی قدر تاخیر سے اس اجماع مین شریک ہوا تو اوس کا یہ عذر ہرگز نہیں تھا کہ حضرت صلعم لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم فرما گئے ہین جو قرب نزول عیسے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ تمام صحابہ بخوبی سمجھے ہوئے تھے کہ وہ ابن مریم موعود امامکم منکم ہوگا نہ من بنی اسرائیل بلکہ اوس تاخیر شرکت کی وجوہ دیگر تھین جو اپنے محل مین مذکور ہین اور لیوشکن کے معنے یہی ہین کہ اپنی ضرورت کے وقت ابن مریم موعود بہت قریب اور جلد آجاویگا اور ایک روز کی تاخیر بھی نہوگی ..... پس امت مین سے ایک شخص خاص کی خلافت پر اجماع منعقد ہونے مین ایک اشارہ لطیف اسطرف بھی تھا کہ اب قیامت تک خلافت راشدہ نبوت محمدیہ کا سلسلہ اسی امت مین سے ہوتا رہیگا - لاغیر جیسا کہ لفظ منکم اور جملہ کما[2] استخلف الذین من قبلھم اس پر دلالت صریحہ کر رہا ہے کہ خلفاء راشدین اسی امت مین سے ہون گے ہان برکات اور فیوض نبوت کے مظہر خلفاء راشدین بالضرور ہونگے - مگر عین نبی اسرائیل مین سے کوئی نبی نہین آنے کا - اور خاتم الخلفاء کی تو وہ شان ہوگی کہ

[illegible]

[illegible]

---

[1] بیشک مُردے دنیا مین دوبارہ نہین آسکتے

[2] جیسا کہ خلیفہ کیا ہے حضرت موسیٰ کا اول .....

یواطی اسمہ اسمی الا الاحادیث
دیکھو رسالہ چہل حدیث مسک العارف
کو اور اگر بسبب طوالت کے اسکو نہ
دیکھ سکو تو رقیمۃ الوداد نمبر دوم کیطرف
رجوع کرو کیونکہ یہ خط اگرچہ طویل ہو گیا ہے
تو مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی طوالت موجب
آپکی ملامت کے ہو۔ واما القیاس
واضح ہو کہ اس جگہ پر قیاس ائمہ دین
و مجتہدین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جبکہ
وفات حضرت عیسے کی نصوص کتاب اللہ
مین موجود ہے تو پھر قیاس کہان
علاوہ ہو کہ دیگر شرائط قیاس مجتہدین کی
بھی یہان نہین پائی جاتین ہان بپاس
خاطر طلبہ مدرس صاحب کے قیاس
منطقی ہم یہان لکھے دیتے ہین سو
واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے
نہایت بسط کے ساتھ شمس بازغہ
مین شکل اول بدیہی الانتاج سے
حضرت عیسے کی وفات ثابت کر دی ہے
گر یہان پر نہایت اختصار کے ساتھ صرف
دو تین سطرون مین شکل اول کو لکھے
دیتے ہین۔ عیسے بن مریم کان
نبیا من الناس الذین کانوا
قبل نبینا صلعم ومات الناس الذین
کانوا قبلہ حتی الانبیاء فعیسے بن
مریم ایضاً مات مقدمہ صغرے تو
دونون کا مسلم فریقین ہے اور مقدمہ
کبرے آیت وما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل سے بھی
صراحۃً ثابت ہو چکا اب آپ کی خدمات عالیہ مین
گذارش یہ ہے کہ جو مسئلہ آیات کتاب اللہ
اور سنت صحیحہ اور نیز اجماع صحابہ اور
قیاس استقرائی سے ثابت ہوا اس
مسئلہ کے مکذب اور منکر کے پیچھے نماز
جایز ہے یا نہین اور جس اجماع کے
بانی مبانی خلیفہ اول بلا فصل حضرت
صدیق اکبر ہون اس کی تکذیب کرنی
رفض مین داخل ہے یا نہین اور پھر
ایسی حیات کہ لایزول ولا یحول
والان کما کان جو صفات مختصہ الٰہیہ
سے ہے اور اس کے ماننے مین تائید
مذہب باطل عیسائیون کی بھی لازم
آتی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ
عیسائی حضرت عیسے کو خدا یا خدا کا بیٹا
مانتے ہین اور مخالف ہمارے صفات
مختصہ الوہیت مین ان کو شریک گردانتے
ہین اب اس مسئلہ کا جواب دینا یا اپنے
مولوی صاحبان سے دلانا آپ پر
فرض اور واجب ہے اور حجت الٰہی
آپ پر خصوصاً مولوی بدر الحسن صاحب
پر پوری ہو گئی ہے اللہ تعالے سے
آپ کو ڈرنا چاہیئے کہ دنیا مین عذاب
طاعون بھی نازل ہو رہا ہے۔ اور جواب
ہو تو ترتیب ادلہ کے ساتھ ہو یعنے
بمقابلہ آیات کتاب اللہ کے آیات کتاب اللہ
ہون جو منصوص طور پر حیات عیسے پر
دلالت کرتی ہون اور پھر ہماری آیات
پیش کردہ اور ان مین توفیق و تطبیق
بھی کی جاوے کیونکہ یہ تو ممکن نہین
کہ کچھ آیات سے تو حیات ثابت ہوتی
ہو اور کسی قدر آیات سے وفات ثابت
ہوتی ہو۔ اللہ تعالے فرماتا ہے ؎
ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا
فیہ اختلافا کثیرا۔ یعنی اگر قرآن
مجید اللہ تعالے کے غیر کی طرف سے
ہوتا تو پھر اس مین بڑا اختلاف
پاتے + اور حدیث ہو تو ویسی
ہی صحیح حدیث ہو جیسے ہم نے پیش
کی ہے۔ اور اجماع صحابہ ہو تو پھر
بین الاجماعین توفیق و تطبیق بھی ہو
وانی لہم النصوص واین لہم
الاجماع والاحادیث۔ بل لیس
عندہم حدیث واحد ضعیف
ایضا فی ہذا الباب۔ اور ایسا نہ
ہو کہ ہمارے ان ادلہ قاہرہ کے
روبرو روایات رطب ویابس یا احادیث
ذو الوجوہ یا ضعاف یا اقوال تفسیری
پیش کر دیئے جاوین کیونکہ ایسا
خلط ملط کرنا والغوا فیہ لعلکم تغلبون
یعنی لغو باتین اس مین خلط ملط کر دو
تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ کا مصداق
ہے۔ جس کو تمام اہل علم اصول
جائز نہین رکھتے۔ اور نیز واضح ہو
کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے
اس خط مین آپ کا امتحان لیا ہے
اگر آپ اس امتحان مین پاس ہو گئے
اور جواب خط کا علوم دینیہ وادبیہ
سے حسب شرائط لکھا تو پھر آپ کو
مع آپ کے ایک خادم کے اپنے
پاس سے کرایہ دیکر قادیان مین
طلب فرمالیوین گے اور آپ کے
تمام شبہات کا قلع قمع کر دیا جاویگا
ورنہ پھر آپ کا دعوے عالمیت و محدثیت
جو آپ اپنی تلامذہ کے روبرو
بیٹھ کر کیا کرتے ہین وہ ہمارے
نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے ولنعم
ما قال سرمد ؎

سرمد برہنہ کرامات تہمت است
کشفے کہ ثابت است درو کشف عورت است

ورنہ آپ کو معلوم ہو کہ ایسے لغویات کیطرف
جو آپ اندر وعظون کے عوام کو سناتے
ہین ایسے عظیم الشان مامور من اللہ
کب توجہ کیا کرتے ہین کہ والذین
ہم عن اللغو معرضون اللہ تعالے
اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے۔
والسلام علے من اتبع الہدے۔
مورخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء۔

کتبہ سید محمد احسن از قادیان
دار الامان ضلع گورداسپور

بیعت

محمد عبدالرحمن خانصاحب - ساکن سیالکوٹ - محلہ نوان -
نیاز احمد صاحب - ساکن جیون جیون - چک سکندر ضلع امرتسر
پیر محمد صاحب - بہیٹرین ضلع گورداسپور تحصیل و ڈاکخانہ بٹالہ -
کیمان صاحب - تلونڈی ضلع گورداسپور - تحصیل بٹالہ
چغتا - بہیٹرین ضلع گورداسپور - تحصیل بٹالہ -
محمد رمضان صاحب - سندہ ڈاکخانہ کمال ڈیرہ -
ملو - ساکن بہیٹرینا ضلع گورداسپور
خیر الدین صاحب - "
منشی چراغ الدین صاحب - حوالدار پولیس ۵۵ صدر کوتوالی کپورتھلہ
قادر بخش صاحب - ساکن مکوڑال ضلع انبالہ تحصیل روپڑ -
عبداللہ - ایضاً
کریم بخش - "
نتھو - "
غلام غوث - "
ابراہیم - "
مسماۃ صاحبی والدہ نتھو "
مسماۃ بیندان ہمشیرہ نتھو "
مسماۃ عائشہ بنت نتھو "
اللہ بخش - "
مسماۃ جیوی زوجہ اللہ بخش "
فتح علی - "
قادر بخش - "
اللہ دتا - "
مسماۃ رسیمان زوجہ عظیم بخش - ایضاً
عائشہ بنت عظیم بخش - "
مسماۃ جیوی بنت عظیم بخش - "
فاطمہ بنت عمرا - "
احمد - "

علی محمد - مکوڑال ضلع انبالہ
امام الدین "
ولی محمد - "
نور محمد - "
بنا - "
عبداللہ - "
بوٹا - "
چنو - "
عبدالکریم "
مسماۃ فاطمہ - "
شیر محمد - ساکن سانولکا ضلع لدیانہ - تحصیل سمرال
عبدالعزیز - مکوڑال ضلع انبالہ
مسماۃ فتو بنت جیتا - "
مسماۃ رجی - ساکن چکل ضلع ہوشیارپور
علم الدین - ساکن بوہا ضلع گجرات
مہر دین "
فتح علی - "
میران دتا "
عبدالکریم - ساکن نورپور ضلع کٹک
شیخ داؤد صاحب - "
عبداللہ صاحب الاتی "
عبدالوہاب - "
احمد حسین "
خیر دین حجام ساکن قادیان ضلع گورداسپور
جلال الدین - لاہور محلہ حکیمان
لعل دین "
مسماۃ امتہ الرحمن - ڈیرہ دون
مسماۃ نصیبن - "
فضل الرحمن "
مسماۃ اللہ رکھی "
میان بھاگ - ننگل باغبان ضلع گورداسپور -
میان یونس - "
محمد جمیل "
عبدالعزیز - "
دین محمد "
محمد اسماعیل - "
سید محمود - میانی ضلع پشاور

احمد بخش - بھنجیا ضلع سیالکوٹ
فضلدین - کوٹری - ضلع خوشاب
حکیم محمد اکرام صاحب - سامانہ ریاست پٹیالہ -
اہلیہ حکیم محمد اکرام صاحب
پسر حکیم صاحب موصوف
دختر "
ہمشیرہ "
شریف الحسن - ساکن سامانہ مذکور
مرزا مراد بیگ صاحب "
اہلیہ مراد بیگ صاحب "
اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب "
دختر برہان بیگ "
دختر شیخ ہدایت علی "
مولوی فتح دین صاحب ضلع گجرات
حاکم - بہیٹرین - ضلع گورداسپور
نتھو - "
عبدالرشید - ریاست کپورتھلہ
عبدالحمید - "
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب - بے داپور ضلع لاہور -
مولاداد صاحب - "
حاکم خانصاحب "
اللہ داد صاحب "
حبیب خان - چک ایریچ - کشمیر -
مسماۃ وہاب نور - "
ابراہیم صاحب - شوراپور - کٹک
رسول صاحب "
عبداللہ صاحب - "
غلام نبی صاحب - "
عبداللہ - "
عبدالکریم - "
شیر محمد - بہیٹر ضلع گورداسپور
اللہ دتا - سری گوبندپور - "
فضلدین - لوچینا - ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ -
محمد ابراہیم - خاص جالندھر حال دکسینٹر جہلم -